ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۴ر جمادی الاول ۱۳۸۷ھ
۱۱ر اگست ۱۹۶۷ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

اَحادیثُ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: "مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ بِهَا عَشْرًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرمارہے تھے۔ کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے۔ تو اللہ رب العزت اس پر اس کے بدلے میں دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ قیامت کے روز مجھ سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو تم میں سے مجھ پر زیادہ درود پڑھنے والا ہے۔ ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا۔ اور کہا حدیث حسن ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو گئی جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا۔ پھر بھی اس نے مجھ پر درود نہیں بھیجا

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا ہے کہ حدیث حسن ہے۔

وَعَنْهُ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ كُنْتُمْ، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری قبر کو عید اور خوشی کی جگہ نہ بناؤ۔ اور مجھ پر درود بھیجو۔ اس لئے کہ تمہارا درود میرے پاس پہنچتا ہے، خواہ تم کہیں بھی ہو، ابو داؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

وَعَنْ فُضَالَةَ ابْنِ عُبَیْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یَدْعُوْ فِیْ صَلٰوتِهٖ لَمْ یُمَجِّدِ اللهَ تَعَالٰی، وَلَمْ یُصَلِّ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "عَجِلَ هٰذَا"، ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ - اَوْ لِغَیْرِهٖ: "اِذَا صَلّٰی اَحَدُكُمْ فَلْیَبْدَاْ بِتَحْمِیْدِ رَبِّهٖ سُبْحَانَهٗ وَالثَّنَاءِ عَلَیْهِ، ثُمَّ یُصَلِّیْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ یَدْعُوْا بَعْدُ بِمَا شَاءَ"، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ۔

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے سنا۔ کہ وہ اپنی نمازیں دعا مانگ رہا تھا۔ مگر [illegible]

کی حمد وثنا [illegible] اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ اس شخص نے جلدی کی۔ پھر

آپ نے اس سے فرمایا یا اس کے علاوہ کسی اور سے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے پروردگار سبحانہ وتعالیٰ کی حمد اور اس کی ثناء کے ساتھ ابتدا کرے۔ پھر اپنے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ پھر اس کے بعد جو کچھ چاہیے، دعا کرے (کیونکہ جب تک دعا سے پہلے اور بعد میں بھی درود نہ پڑھے گا۔ دعا قبول نہ ہوگی)، اس حدیث کو امام داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ حدیث صحیح ہے

وَعَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللهِ قَدْ عَلِمْنَا كَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْكَ فَكَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ؟ قَالَ: "قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

حضرت ابو محمد کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر سلام کس طرح بھیجا جائے۔ اس کو تو ہم نے جان لیا ہے۔ لیکن آپ پر درود کس طرح بھیجیں آپ نے فرمایا یہ کلمات کہہ لیا کرو۔ (ترجمہ) کہ اے اللہ درود بھیج محمد اور آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم پر، جس طرح درود بھیجا تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم علیہ السلام پر بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے اے اللہ برکت کر حضرت محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح تو نے برکت کی ابراہیم اور آل ابراہیم علیہ السلام پر بے شک تو ہے تعریف کیا گیا بزرگ (بخاری ومسلم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۳ | ۴ر جمادی الاول ۱۳۸۷ھ بمطابق ۱۱ اگست ۱۹۶۷ء | شمارہ ۱۴

عرب اپنے مؤقف پر قائم ہیں

اس حقیقت سے دنیا کا شاید ہی کوئی شخص بے خبر ہو کہ اسرائیل کو وجود میں لانے والی نام نہاد امن کی داعی امریکہ اور برطانیہ کی سامراجی طاقتیں ہیں - اور پھر اسرائیل کو وجود میں کیوں لایا گیا - اس سوال کا جواب بھی اخبار بین اور ریاست آشنا لوگوں سے مخفی نہیں - جب کہ امریکہ و برطانیہ کا لے پالک اسرائیل بظاہر وجود میں آچکا ہے - تو اسے نہ صرف قائم رکھنے بلکہ عرب ممالک پر غالب کرنے کے جو شرمناک طریقے اختیار کئے گئے ہیں وہ بھی رسوائے عام ہو چکے ہیں - یہ حالیہ خونیں ڈرامہ کھیلا ہی اس لئے گیا ہے کہ یا تو عربوں کو بالکل ختم کر دیا جائے اور اگر یہ سخت جان کسی طرح ختم نہ ہو سکیں تو انہیں ضرب کاری سے اس قدر کمزور کر دیا جائے کہ وہ بادلِ نخواستہ ہی سہی اسرائیل کے وجود کو تسلیم کر لیں - اور ان کا حلقۂ اثر و اقتدار اتنا محدود کر دیا جائے کہ وہ بالکل استعماری طاقتوں کے رحم و کرم پر رہ جائیں - اس عزم و نیت نے عملاً انسانیت و اخلاق کو کس درجہ تک پامال کیا ہے - اس کی تفصیل پیش [illegible] بدن کے رونگٹے کھڑ[illegible] عرب قوم نے اس زخم خونچکاں کو جس پامردی سے برداشت کیا ہے اس کے پیشِ نظر ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ سامراجیوں کے مذموم ارادے کبھی پورے نہ ہو سکیں گے - انہوں نے اگرچہ ایک طرف اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس اور سلامتی کونسل میں عربوں کو مایوس کرنے کے لئے منافقانہ اور سازشی طرزِ عمل اختیار کیا - تو دوسری طرف اسرائیل کو فتح کے بانس پر چڑھا کر ان سے بار بار کہلوایا - کہ عربوں کو سیاسی فضا ہموار کرنے کے لئے ہم (اسرائیل) سے براہِ راست گفت و شنید کرنی چاہئے جس کا مطلب ایک اور صرف ایک تھا - یعنی یہ کہ عرب اسرائیل کا وجود مان لیں - لیکن مصر و عرب نے جو مستقل شاندار تاریخی روایات رکھتے ہیں شکست خوردگی کے باوجود اپنے مؤقف کی موت قبول نہیں کی - چنانچہ وہ ایک زندہ قوم کی طرح ہر موقع پر ایسی غلط ترغیب و ترہیب کو ٹھکرا چکے ہیں اس کا ایک واضح ثبوت خرطوم میں عرب وزرائے خارجہ کی منعقدہ کانفرنس کے اعلانوں سے ملتا ہے کانفرنس کے مجملاً کوائف سے معلوم ہوتا ہے کہ قومی عزت و حمیت کے لحاظ سے تمام عرب ممالک ایک ہیں - ان کا یہ اعلان کہ عرب اسرائیل کو تسلیم نہیں کریں گے اور نہ وہ [illegible] گفت و شنید کے لئے [illegible] کو اور بھی اجاگر کر دیتا ہے - اس کے ساتھ ہی داخلی انتشار کو ختم کرنے اور باہمی اتحاد کو مضبوط تر بنانے کے لئے یمن کے معاملے میں شاہ فیصل اور صدر ناصر کا تصفیہ پر آمادہ ہو جانا انتہائی خوش گوار اور حوصلہ افزا قدم ہے -

جہاں تک غیر عرب اسلامی ممالک کا تعلق ہے، عرب اتحاد بلکہ تمام عالم اسلام کے اتحاد کے لئے ان کی مساعی قابلِ تحسین ہیں - اس سلسلے میں ایران، ترکیہ اور پاکستان کے سربراہوں کی حالیہ کانفرنس منعقدہ رمسار (ایران) بڑی نیک فال ہے - صدر ایوب نے واپس آ کر اپنی ماہانہ نشری تقدیر میں فرمایا کہ مختلف مسلمان ملکوں کے باہمی اتحاد کے ساتھ ساتھ اس امر کی کوشش بھی ضرور کی جانی چاہئے کہ مختلف مسلمان ملکوں کا داخلی انتشار بھی ختم ہو - صدر محترم نے اس پاکیزہ اور بلند آرزو کو صرف الفاظ تک ہی محدود نہیں رکھا — بلکہ انہوں نے اس وقت سے اس کی عملی ابتداء کر دی تھی جب مصر و عرب موجودہ قیامت ناک حادثے سے دو چار ہوئے تھے - اور یہ اللہ تعالےٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ دوسرے اسلامی ممالک بھی پاکستان کے ہمنوا ہیں - اور مسلمان عوام خواہ وہ کسی ملک کے ہوں قومی و دینی تقاضوں کو پورا کرنے میں گریز نہیں کر رہے -

بہر حال اس وقت عربوں کو بنیان مرصوص بن جانے کی ضرورت ہے تاکہ معاندینِ اسلام کی سازشیں انہیں نقصان نہ پہنچا سکیں — خدا کرے کہ مصر و عرب بالخصوص اور دیگر اسلامی ممالک بالعموم محض اسلامی اقدار کی بناء پر متحد ہو جانے میں کامیاب ہو جائیں - صرف اسی بناء پر قائم کیا ہوا اتحاد ان کے مابین تمام تہذیبی، ثقافتی، سیاسی اور تجارتی روابط کو فروغ دینے کی راہیں کھول دے گا - جو موجودہ سائنٹیفک دور کی ترقیوں سے متمتع ہونے کی واحد صورت ہے - اس کے علاوہ تمام اسلامی ممالک کو چاہئے کہ اپنی خارجہ پالیسی ایک کریں - جدید ٹیکنیکل اصولوں پر عسکری تنظیم کر کے ایک کمان کے ماتحت کریں اور اسلامی ملکوں سے فوجی بھرتی کر کے اپنی سرحدوں پر متعین کریں تاکہ مغربی سامراجی قوتیں انہیں پریشان نہ کر سکیں -

مجلسِ ذکر ۱۸ر ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ بمطابق ۲۷ر جولائی ۱۹۶۷ء

طمانیتِ قلب کیلئے ذکرِ الٰہی ضروری ہے

از جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی
مرتبہ:۔ محمد عثمان غنی بی اے واہ کینٹ حال وارد لاہور

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد:۔
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر ہے کہ اُس نے ہمیں اپنا نام لینے کی توفیق عطا فرمائی۔ وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ (بقرہ ۱۰۵)

ترجمہ۔ اور اللہ خاص کر لیتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ جسے چاہے

پھر خدا کا شکر ہے۔ کہ اُس نے ہمیں گھوڑوں گدھوں، نباتات، چرند پرند میں سے نہیں بلکہ اپنی اشرف مخلوق انسان بنایا اور پھر کفار و مشرکین میں سے نہیں بلکہ مسلمان بنایا اور اپنے برگزیدہ بندوں کے ساتھ وابستگی نصیب فرما کر مومن قانت بنایا۔ اللہ تعالیٰ کی ہم پر اس قدر نعمتیں ہیں کہ ہم شمار بھی نہیں کر سکتے۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا (ابراھیم ۳۴)

ترجمہ۔ اور اگر تم شمار کرو اللہ کی نعمتوں کو تو گن نہ سکو گے اُنہیں۔

جس خدا نے اتنی نعمتیں عطا فرمائی ہیں اُس کے حقوق اور عائد کردہ فرائض بھی ادا کرنے چاہئیں۔ اُس نے مال و دولت عطا کیا تو زکوٰۃ ادا کرنے کے علاوہ وافر مال میں سے نفلی صدقہ خیرات بھی دل کھول کر کرنا چاہئیے۔

وَفِیْٓ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (الذاریٰت ۱۹)

ترجمہ۔ اور اُن کے مالوں میں حق ہوتا تھا۔ سوال کرنے والے اور بدنصیب محتاج کا ۔۔۔ جتنا گُڑ اتنا میٹھا۔ زکوٰۃ کی پائی پائی گن کر ادا کرنی چاہیے۔ تاکہ قبر جانے سے پہلے پہلے اپنا حساب ہر وقت صاف رہے۔ مال و دولت یہاں ہی رہ جائے گا۔ اس کو اسی دنیا میں اللہ کی راہ میں خرچ کر کے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ کل قیامت کے دن یہ چاندی سونا اور یہ مال و دولت سانپ اور بچھو کی شکل میں زکوٰۃ و صدقات ادا نہ کرنے والوں کو ڈسے گی۔

جنگ احزاب کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضروریات حرب کے لئے مال طلب فرمایا۔ حضرت عمرؓ اور ابوبکرؓ میں مسابقت کا معاملہ چل رہا تھا۔ حضرت عمرؓ حاضر ہوئے تو حضورؐ نے پوچھا کتنا مال لائے ہو۔ اور بال بچوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "حضورؐ! آدھا مال لایا ہوں اور آدھا گھر میں چھوڑ آیا ہوں" حضرت ابوبکرؓ نے بھی مال پیش کیا تو حضورؐ نے اُن سے بھی یہی دریافت فرمایا کہ کتنا لائے ہو اور کتنا چھوڑ آئے ہو۔ عرض کیا "حضورؐ! سارا اثاثہ حاضر ہے، میں اپنے گھر میں اللہ اور اللہ کے رسولؐ کا نام چھوڑ آیا ہوں"

فرض عبادات کے علاوہ نفل عبادات میں بھی کثرت کرنا چاہئیے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے۔ اَلشَّعْبَانُ شَھْرِیْ وَالرَّمَضَانُ شَھْرُ اللّٰہِ۔ حضور سارا سال ہی نفلی روزوں کی کثرت فرماتے۔ لیکن حضرت عائشہؓ کا قول ہے۔ کہ جب شعبان آجاتا تو حضورؐ روزے رکھتے ہی چلے جاتے ایسے معلوم ہوتا کہ کبھی افطار ہی نہ کریں گے۔ نفلی عبادات میں کھڑے ہوتے تو پاؤں مبارک متورم ہو جاتے۔ دو رکعت نوافل میں گھنٹوں گزار دیتے۔ حضرت عائشہؓ کا قول ہے۔ کہ حضورؐ اتنا طویل سجدہ فرماتے کہ مجھے شبہ ہونے لگتا کہ شاید اُٹھیں گے ہی نہیں۔ پھر میں نے چھوا۔ تو آپؐ صحیح سلامت تھے۔ مجھے حضورؐ کا اتنا طویل سجدہ دیکھ کر اکثر نیند بلکہ اوقات ابدی نیند کا وسوسہ اور وہم ہونے لگتا۔ حضورؐ سے پوچھا گیا کہ انسان کی نجات کا دارومدار عمل پر ہے۔ یا اللہ کے فضل پر؟ آپؐ نے فرمایا اللہ کے فضل پر۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا حضورؐ! آپؐ کی نجات کا دارومدار بھی اللہ کے فضل پر ہو گا۔ یا آپؐ کے عمل پر۔ فرمایا کہ میری نجات کا دارومدار بھی اللہ کے فضل ہی پر ہو گا۔

قبر میں جاتے ہی حساب و کتاب شروع ہو جائے گا۔ پوچھا جائے گا۔ مَنْ رَّبُّکَ، مَا دِیْنُکَ اللہ رب العزت نے پرچے پہلے ہی آؤٹ کر دیئے ہیں۔ مگر ہم ہیں کہ پھر بھی اُس امتحان کی تیاری نہیں کرتے دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ اس لئے یہاں ہی مکمل تیاری کرنی چاہئیے۔ اور پورے پورے نمبر حاصل کر کے فرسٹ ڈویژن میں پاس ہونا چاہئیے۔ جس کو ساری زندگی کا رختِ سفر باندھنا ہو اُسے غفلت کا شکار نہ ہونا چاہئیے۔ اس دنیا میں ایک دفعہ ہی آنا ہے۔ اور جا کر پھر واپس نہیں آنا۔ لاکھوں کروڑوں مسلمان ہیں۔ جن کے عقائد ہی درست نہیں ہیں۔ اللہ کا شکر ہے۔ کہ اُس نے ہمیں اللہ والوں کا ساتھ نصیب فرمایا۔ جن کا عمل خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا رہا۔

ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم ۴۱)

ترجمہ:۔ ظاہر ہو گیا فساد خشکی اور تری میں۔

انڈونیشیا میں کیا ہوا؟ ترکی میں زلزلے پر زلزلے آ رہے ہیں۔ آج کی تازہ خبر ہے کہ آج پھر زلزلہ آیا ہے۔ جو پہلے سے بھی شدید تر تھا۔ ابھی پانچ روز قبل بھی زلزلہ آیا تھا۔ امریکہ ویت نامیوں پر آگ برسا رہا ہے۔ اور اُس کی اپنی ریاستوں میں قتل و غارت پھیلی ہوئی ہے چاہ کن را چاہ درپیش۔ عربوں پر قیامت گزر گئی۔ قبرص میں یونانیوں اور ترکوں کا مسئلہ الگ ٹیڑھی کھیر بنا ہوا ہے۔ مسئلہ کشمیر اب تک حل نہیں ہوا۔ کیا خبر حالات کیا پلٹا کھا جائیں۔ ہندوستان قحط کا شکار ہے۔ اور وہاں ناگاؤں کا فتنہ ہے یہ سب قیامت کی نشانیاں ہیں۔ اللہ کو بھلانے کا یہ نتیجہ ہے۔

اللہ کا شکر ہے۔ کہ اُس نے ہمیں سکینت اور طمانیت عطا فرمائی ہے۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد ۲۸)

(باقی صہ ۱۶ پر)

۲۶ر ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ بمطابق ۴ر اگست ۱۹۶۷ء

زبان پر قابو رکھئے!

اور اس کی ادنیٰ جنبش کی بھی نگہداشت کیجئے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امّا بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَ نَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ۝ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝

ترجمہ: اور بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ اس کے دل میں گذرتا ہے اور ہم اُس سے اُس کی رگِ گلو سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ جبکہ ضبط کرنے والے دائیں اور بائیں بیٹھے ہوئے ضبط کرتے جاتے ہیں۔ وہ منہ سے کوئی بات نہیں نکالتا مگر اس کے پاس ایک ہوشیار محافظ ہوتا ہے۔

ارشادِ باری ہے کہ انسان کو یقیناً ہم نے بنایا ہے۔ یہ آپ ہی آپ نہیں بن گیا اور اس کے دل میں جو خیالات آتے ہیں، اور جو باتیں اس کے جی میں آتی ہیں اور جو چیزیں اس کا نفس خاطر میں لاتا ہے ہمیں ذرا ذرا معلوم ہیں۔ اور ہم تو اس سے اس کی شہ رگ سے اور اس کی رگِ جان سے بھی قریب ہیں۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی لئے فرمایا ہے

جاں نہاں در جسم، تو در جاں نہاں
اے نہاں اندر نہاں اے جانِ جاں

انسان کے دائیں بائیں دو فرشتے بیٹھے ہوئے ہیں۔ دائیں طرف والا نیکی لکھتا ہے بائیں طرف والا بدی۔۔۔ آدمی جو لفظ منہ سے نکالتا ہے اسے ان میں سے کوئی ایک فرشتہ فوراً لکھ لیتا ہے۔ وہ اس کے اعمال کی تاک میں تیار بیٹھا رہتا ہے۔ ادھر اس نے کچھ کہا یا کیا اور ادھر اس نے جھٹ لکھ لیا۔۔۔ مطلب یہ ہے کہ ہر انسان کے اعمال کی نگرانی دو فرشتے کرتے رہتے ہیں۔ ایک داہنی جانب ایک بائیں جانب۔ جہاں کوئی بات منہ سے نکالی اور اس کے لینے اور لکھنے کو ایک منتظر فرشتہ تیار اور چوکنا بیٹھا ہے اور اس تاک میں لگا ہوا کہ یہ منہ سے کہے اور میں لکھوں۔

پس

اے برادرانِ عزیز! ہر شخص کو چاہئے کہ ہر لفظ منہ سے سوچ سمجھ کر نکالے ورنہ اُسے زبان کو قابو میں نہ رکھنے کے باعث اللہ کے حضور جوابدہ اور شرمندہ ہونا پڑے گا۔

یاد رکھئے! ہر وہ بات جو فرشتے لکھ لیتے ہیں پھر مٹائی نہیں جاتی۔ اس لئے غیر ضروری باتوں سے ہمیشہ بچا کیجئے! تکلم سے پہلے بات آپ کی ملک ہوگی۔ اور منہ سے نکل جانے کے بعد وہ غیر کی ملک ہو جائے گی۔ اس لئے تمہیں ذلیل اور رسوا کرنے کا باعث بنے گی یا لوگوں کے دلوں سے تمہاری عزت گرا دے گی۔۔۔

غرض انسان کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی زبان کی حفاظت کرے اور اس کی ایک ادنےٰ جنبش کو بھی نظر انداز نہ کرے کیونکہ انسان کی زبان سے نکلی ہوئی بات اس کے لئے بلندیٔ درجات کا سبب بھی بن جاتی ہے اور اسے ذلت و رسوائی کے غار میں دھکیلنے کا باعث بھی بن سکتی ہے۔ چنانچہ اسی لئے بزرگ کہتے ہیں کہ گفتگو کم کرنی چاہئے خواہ کتنی ہی قیمتی کیوں نہ ہو۔۔۔ تصوف میں کم گوئی بھی دل کی کی زندگی، درجات کی بلندی اور راہِ سلوک کی منازل طے کرنے کے لئے ضروری قرار دی گئی ہے۔ چنانچہ خواجہ عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

دل زِ پُر گفتن بمیرد در بدن
گرچہ گفتارش بود دُرِّ عدن

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ قید میں رکھنے کے لئے زبان سے زیادہ اور کوئی چیز بہتر نہیں ہے۔ زبان کا زخم تلوار اور نیزے کے زخم سے زیادہ گہرا ہوتا ہے۔ تلوار اور نیزے کا زخم مرہم لگانے سے بہت جلد ٹھیک ہو جاتا ہے۔ لیکن زبان کے زخم کو دنیا کی کوئی مرہم مندمل نہیں کر سکتی۔۔۔ تلوار کا زخم جسم پر لگتا ہے اور زبان کا دل کو چیر دیتا ہے۔۔۔ اس لئے زبان کی حفاظت بہرحال لازم ہے۔

(ورق اُلٹئے)

خاموشی میں نجات ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :-

من صمت نجا ——— جو خاموش رہا نجات پا گیا۔

پس انسان کی نجات اسی میں ہے کہ اپنی زبان کو بند رکھے۔ اور بلا ضرورت اسے نہ کھولے۔ انسان کو چاہیئے کہ اپنا زیادہ وقت یاد خدا میں صرف کرے، اپنے گناہوں پر ندامت محسوس کرے، بارگاہ ایزدی میں رو رو کر معافی مانگتا رہے۔ اور اپنے فرائض کو بجا لاتا رہے۔ زیادہ باتیں آدمی کو بیکار بنا دیتی ہیں اور خشکیٔ دماغ کی علامت ہیں۔ کم گوئی سے انسان بہت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے۔ غیبت، کذب بیانی، فحش کلامی، لعنت ملامت، تمسخر، مدح سرائی یا دوسروں کی عیب چینی جیسے کبیرہ گناہوں سے انسان محفوظ رہتا ہے۔ جہاں تک مشاہدہ کا تعلق ہے۔ انسان کی بہت سی خطائیں زبان سے ہی سرزد ہوتی ہیں۔ زبان کے مقابلہ میں دوسرے اعضاء کے گناہ بہت کم ہوتے ہیں۔ جسم کے سارے اعضاء زبان کی سرکشی سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس لئے انسان کو لازم ہے۔ کہ سوائے نیک کے کچھ نہ کہے۔ خاموشی انسان کو بہت سی آفتوں اور برائیوں سے بچا لے گی ——— ظاہر ہے کہ جب گناہ نہیں ہوں گے تو انشاءاللہ نجات ہو جائے گی اور جب زبان لایعنی باتوں سے بچی رہے گی تو زیادہ رغبت، کثرتِ ذکر اللہ، تلاوتِ قرآن مجید تبلیغ دین، وظائف و درود شریف پڑھنے اور دیگر کام کی اور مفید باتوں کی طرف ہوگی۔ جس سے اللہ کے فضل سے نامۂ حسنات میں اضافہ ہوگا اور اللہ کی رضا کا سرٹیفکیٹ ملے گا۔

برادران اسلام! خوب جان لیجئے کہ جس زبان کے ساتھ اللہ کی توحید کی شہادت دی جاتی ہے، درود شریف پڑھا جاتا ہے اور اللہ کے قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے اس کو جھوٹ، غیبت، بدگوئی، ہرزہ سرائی اور فحش کلامی سے ہرگز آلودہ نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ اس کی حفاظت کرنا چاہیئے۔ اور سمجھ لینا چاہیئے کہ جس اللہ قادرِ مطلق نے اندرونی اسرار کے اظہار کے لئے زبان دی ہے وہ اس کے اپنے اسرار کو بھی بخوبی جانتا ہے۔

محترم حضرات! اس میں شک نہیں کہ زبان ایک گوشت کا چھوٹا سا لوتھڑا ہے جو حق تعالےٰ نے انسان کے منہ میں اس لئے رکھا ہے کہ وہ اس کے ذریعہ اپنا مافی الضمیر دوسروں پر ظاہر کر سکے اور اندرونی اسرار بیان کر سکے ——— لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو اس گوشت کے چھوٹے سے لوتھڑے کا تصرف اور قبضہ تمام جسم پر نظر آئے گا۔ جو کچھ انسان کے عقل و وہم، خیال اور دل میں آتا ہے زبان اس کی ترجمان ہے۔ انسان کے کسی دوسرے عضو میں یہ خصوصیت نہیں ہے۔ کان سنتے ہیں، آنکھ دیکھتی ہے، دماغ سوچتا ہے۔ اس کے سوا یہ کچھ نہیں کر سکتے مگر زبان ان اعضاء اور دلی جذبات و خیالات کی ترجمانی کرتی ہے اور ساری صورتیں دل سے لے کر دوسروں کے سامنے بیان کر دیتی ہے۔ غرض انسان کے اندر کی ساری تصویریں بھی دوسروں کے سامنے رکھتی ہے جس کی وجہ سے اس کی حفاظت لازماً ہونی چاہیئے ——— ایک اس کی حفاظت سے تمام اعضاء پہ اثر پڑے گا۔ اور وہ قابو میں ہو جائیں گے"۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو زبان کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اسے قابو میں رکھنے کی قوت بخشے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور

(گزشتہ سے پیوستہ)

ایک نیا بل

۳ؔ۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ جو شخص کسی کی ایک بالشت زمین پر بھی قبضہ کرلے گا۔ قیامت میں ساتوں زمینوں کا طوق اس کی گردن میں ڈالا جائیگا۔ یعنی گردن لمبی کرکے اتنی ہی ساتوں زمین گردن میں ڈالی جائیں گی۔ جو لوگ دوسروں کی جائدادوں پر قبضہ کرکے نہیں چھوڑتے وہ اور جو لوگ میراث کے غلط مسائل بتاتے یا میراث کے مقدموں کے خلاف شرع فیصلے کرتے یا قانون بناتے ہیں۔ ان سب کے واسطے یہ عذاب تیار ہے۔ مالکانہ تصرف کو سلب کرکے دوسرے کو دینا بھی عذاب کا خطرہ رکھتا ہے۔ بل پیش کرنے اور قانون بنانے میں شریک ہونا اس کا حقدار ہو سکتا ہے۔ اس لئے خوب غور کر لیا جائے۔

۴ؔ۔ اگر گزشتہ خلاف شرع قوانین کی طرح ایسا قانون بن گیا۔ تو یاد رکھئے۔ حدیث۔ لا یحل مال امرئ مسلم الا بطیب نفسہ (کسی مسلمان کا مال بغیر اس کے دل کی خوشی کے حلال نہیں ہے) اور یہ حدیث میں ہے۔ کہ مسلمان کی جان مال آبرو سب پر حرام ہے۔ لینے والوں کے لئے ہمیشہ کی حرام خوری ہوگی۔ قیامت کا عذاب ہوگا۔ اور ان لاکھوں کروڑوں حرام خوریوں کا ذریعہ خلاف شرع قانون بنانے والے اور پیش کرنے والے ہوں گے۔ فائدہ کوئی اٹھائیگا اور عذاب ان کی گردن پر رہے گا۔ ہر خلاف شرع قانون کا یہی نتیجہ ہوتا ہے

۵ؔ۔ پیش کرنے کے بعد ایسا قانون بن گیا۔ تو اس کے نتائج مذکورہ بالا تو الگ حاصل ہوں گے۔ اور خود جو مقصد حاصل کرنا مدنظر تھا۔ وہ بھی حاصل ہو سکے گا۔ یا نہیں اس پر بھی ایک نظر فرمانے کی ضرورت ہے۔ کہ اولاد کو ہبہ کی ممانعت کا کوئی قانون بن گیا تو بیع کرنے کا باقی رہے گا۔ یہ کرنے والے بجائے بیٹے کو ہبہ کرنے کے اسی کو بیع کر دیں گے۔ پھر چاہے اس کی قیمت لے لیں۔ یا رجسٹری پر فرضی دکھلا دیں یا صحیح دکھلا کر اس کو واپس کر دیں یا پیشگی لینا یا معاف کرنا بھی درج کرا دیں۔ تو بلکہ مذہبی ہو جائیگی اور جھوٹ بولنے کا ذریعہ جو لوگ بنیں گے۔ وہ بھی شریک گناہ رہیں گے

محمد شفیع عمرالدین (خیرپور)

زندگی بسر کرنے کے بہترین اصول

ے برساہے شرق و غرب پر ابرِ کرم ترا
آدم کی نسل پر ترے احساں ہیں بے حساب
(مولانا ظفر علی خاں)

حضرت سیدنا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے انسان ذات کی بھلائی اور بہبودی کے لئے چند تجویز کردہ بہترین اصولوں کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

۱۔ دوسروں کیساتھ برتاؤ کا دستور العمل

انسان کو اللہ تعالیٰ نے مدنی الطبع فطرت پر پیدا کیا ہے۔ اسے اس جہان میں دوسرے انسانوں کے ساتھ مل جل کر رہنا ہے۔ اسے رہبانیت کی زندگی اختیار کرنے کی دین اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ لہٰذا انسان ذات کے لئے آپؐ نے یہ بہترین دستور العمل تجویز فرمایا ہے۔ کہ جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لئے پسند کرو (جامع الصغیر) اب ہر شخص پر واجب ہے۔ کہ دوسروں کے ساتھ ایسا برتاؤ کرے جیسا وہ چاہتا ہے کہ دوسرے اس کے ساتھ کریں۔

اس اصول کی وضاحت کے لئے آپ اس نوجوان کے واقعہ پر نظر دوڑائیں۔ جو آپؐ کی خدمت گرامی میں حاضر ہوکر عرض کرتا ہے۔ کہ یا رسول اللہ! مجھے زنا کرنے کی اجازت دے دیجئے۔ اس کا یہ سوال حضرات صحابہ کرامؓ کو ناگوار گزرا مگر حضرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے قریب بلا کر بٹھایا اور اس سے سوال کیا۔ کہ کیا تجھے یہ بات پسند ہے۔ کہ تیری ماں کے ساتھ کوئی شخص ایسا فعل کرے۔ اس نے جواب دیا مجھے یہ بات پسند نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ دوسرے لوگ بھی یہ نہیں چاہتے کہ ان کی ماؤں کے ساتھ کوئی شخص زنا کرے۔

پھر آپؐ نے سوال فرمایا۔ کہ کیا تجھے یہ بات گوارا ہے۔ کہ تیری بیٹی کے ساتھ کوئی زنا کرے۔ اس نے جواب دیا۔ ہرگز نہیں۔ آپؐ نے فرمایا دوسرے لوگ بھی اپنی بیٹیوں کیساتھ یہ فعل گوارا نہیں کرتے۔

پھر آپؐ نے اسے اس کی بہن، خالہ اور ممانی کے بارے میں سوال کیا اور نفی میں جواب ملنے پر فرمایا۔ کہ دوسرے لوگ بھی اپنے ان رشتہ داروں کے ساتھ یہ فعل گوارا نہیں کرتے۔

نیز آپؐ نے دریافت فرمایا۔ کہ بھلا تو اپنی بیوی کے ساتھ یہ فعل گوارا کرسکتا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ میں یہ بھی نہیں چاہتا آپؐ نے فرمایا کہ دوسرے لوگ بھی نہیں چاہتے کہ ان کی بیویوں کے ساتھ کوئی ایسی حرکت کرے۔

پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سینہ پر اپنا دست مبارک رکھ کر دعا فرمائی۔ "یا اللہ! اس کا قلب پاک کردے۔ اس کا گناہ بخش دے۔ اور اس کی شرمگاہ کو محفوظ رکھ"۔ اس نصیحت اور دعا کا اثر سائل کے دل پر یہ ہوا کہ اس کے دل پر سے زنا کا خیال بالکل مٹ گیا۔ اور آئندہ کے لئے وہ زنا سے بہت حقارت کرنے والا ہوگیا (نیل المرام ص ۲۹)

یہ واقعہ بڑا ہی سبق آموز ہے اگر ہم اسی طریقہ پر دوسرے گناہوں کو سوچیں تو ہدایت کے لئے راستہ صاف ہے۔ مثلاً ایک چور یہ بات ہرگز گوارا کرنے کے لئے تیار نہیں کہ دوسرا شخص اس کا مال چرائے لہٰذا چوری سے عار کرنی چاہئے۔ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ وہ ہی دوسروں کے لئے پسند کرنا چاہئے۔ راشی کے لئے یہ بات ناگوار خاطر ہے۔ کہ اس سے کوئی رشوت لے۔ جب حقیقت حال یہ ہے تو وہ دوسروں سے رشوت کس منہ سے طلب کرنے کی کمینہ جسارت کرتا ہے۔ ایک فریبی نہیں چاہتا کہ کوئی اس کے ساتھ فریب کرے۔ پھر وہ دوسروں کو کیوں اپنے فریب کا آلۂ کار بناتا ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس۔ اگر ہر فرد و بشر اس طریقہ سے سوچ کو حرکت میں لائے تو نہ وہ دوسروں کے حقوق تلف کرنے والا ہوگا۔ اور نہ کسی دوسرے کو اس کے حقوق پامال کرنے کی نوبت آئے گی۔

۲۔ کام کے انجام پر نظر دوڑاؤ

دنیا میں اسے عقلمند سمجھا جاتا ہے جو کام کرنے سے پہلے اس کے نفع و نقصان کے پہلوؤں پر غور کرے۔ اگر نفع کی امید نظر آئے تو اسے کرے اگر خسارہ کا امکان ہو تو ایسے کام میں ہاتھ نہ ڈالے۔

مگر ہماری نظر دنیاوی نفع نقصان تک محدود نہ رہنی چاہئے۔ بلکہ یہ بھی سوچ لینا چاہئے۔ کہ یہ کام آخرت کے لئے نفع بخش ہوگا۔ یا خسارہ مند۔ ہمارے پاس آخرت کے نفع و نقصان کی تمیز کے لئے "شریعت مطہرہ" کی میزان موجود ہے۔ شرعی اوامر پر ہمیں عمل کرنا چاہئے۔ ان میں ہمارا فائدہ ہے۔ اور نواہی سے بچنا چاہئے۔ ان میں ہمارا خسارہ ہے۔ اس طریقہ کار پر کاربند رہنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب تو کسی کام کو کرنا چاہے تو اس کے انجام پر تدبر کر پس اگر اس کا انجام بھلا ہو تو اسے کر ڈال۔ اگر اس کا انجام برا اور شرانگیز ہو۔ تو اس سے ہاتھ روک لے۔ (جامع الصغیر)

۳۔ مال و دولت کا مصرف سوچ سمجھ کر کرو

بندے کو جب اللہ تعالیٰ مال و دولت کی نعمت سے نوازے تو اس پر واجب ہے۔ کہ وہ اس نعمت کی قدردانی کرے۔ اسے فضول برباد نہ کرے۔ غیر شرعی امور پر ایک پیسہ بھی خرچ نہ کرے بلکہ حلال ذرائع سے مال و دولت حاصل کرے اور جائز امور پر صرف کرے۔ حقداروں اور مسکینوں کے حقوق بجا لائے۔ اور آخرت کی بھلائیاں حاصل کرے۔

بلا سوچے سمجھے ایک پیسہ بھی خرچ

کرنے سے گریز کرنا چاہیے ۔ اس بندے کے حال پر افسوس ہے ۔ جو مال و دولت کے بارے میں اتنا اندھا ہو جائے کہ اسے حاصل کرتے وقت شرعی حدود کا خیال نہ رکھے ۔ اور خرچ کرتے وقت بھی شرعی حدود سے تجاوز کر جائے ہماری رہنمائی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " ہر امت کے لئے آزمائش ہے ۔ اور میری امت کی آزمائش مال میں ہے "۔ (جامع الصغیر)

اب ہر امتی کو چاہیے ۔ کہ اپنا جائزہ لے کہ وہ کن ذرائع سے مال و دولت کما رہا ہے ۔ اور کس طرح اسے خرچ کر رہا ہے ۔ اس جائزہ کے بعد اگر معلوم ہو کہ آمدن و اخراجات دونوں میں غیر شرعی امور کو دخل ہے ۔ تو اسے فوراً اپنی اصلاح کر لینی چاہیے ...... ۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ کرنی چاہیے ۔ یاد رہے کہ اگر اس آزمائش میں فیل ہو گئے ۔ تو اس کا انجام نہایت ہی خطرناک ہو گا ۔ ہماری عبرت کے لئے ایک بہت بڑے مالدار — قارون کا واقعہ قرآن مجید میں موجود ہے ۔ اس سے نصیحت پذیر ہونا چاہیے ۔

۴ - بہترین انسان بنو

بہترین انسان وہ نہیں کہلا سکتا جو بڑے ٹھاٹھ سے زندگی بسر کر رہا ہو ۔ باغ اور بنگلوں کا مالک ہو بہت بڑا کاروباری آدمی ہو ۔ سواری کے لئے موٹریں رکھتا ہو ۔ خدمت گار اور نوکر چاکر اس کی خدمت میں ہر وقت موجود رہتے ہوں ۔ بڑے عیش و آرام کی زندگی بسر کر رہا ہو یاد رہے کہ جس شخص کا سکھ اور آرام محض اس کی اپنی ذات تک محدود ہو ۔ اور عوام الناس کی بھلائی اور فیض رسانی کا اسے ذرہ بھر بھی احساس نہ ہو وہ ہرگز بہترین انسان نہیں ہو سکتا ۔

اس کے برعکس بہترین انسان وہ ہے ۔ جس کے دل میں انسان ذات کی بھلائی اور فیض رسانی کا جذبہ ہر وقت موجزن ہو ۔ مثلاً اس کا گزر اگر ایک ایسے محلہ سے ہو جہاں مخلوقِ خدا کو پانی کی تکلیف ہے ۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ دولت سے ایک کنواں کھدوا کر پانی مہیا کر دے ۔ اگر وہ دیکھے کہ نادار لوگ اپنے بچوں کی تعلیم کا انتظام نہیں کر سکتے تو ان کا ہاتھ بٹائے اور بچوں کی تعلیم کا انتظام کر دے ۔ علیٰ ہذا القیاس وہ عوام الناس کی ضروریات پر نظر رکھے انسان ذات کی بھلائی کے کام والے موقعوں کا متلاشی رہے ۔ اور ایسے کام اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے کرتا رہے ۔ جن سے مخلوق خدا کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے ۔ ایسے ہی خواہ انسان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "بہترین انسان" کا لقب عطا فرمایا ہے ۔ آپؐ نے فرمایا :- لوگوں میں بہترین شخص وہ ہے ۔ جس سے لوگوں کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچے " (جامع الصغیر) نیز ایسا خوش نصیب بندہ اللہ تعالیٰ کو بندوں میں سے ...... زیادہ پیارا ہے ۔ جس سے اس کی مخلوق کو بہت زیادہ فائدہ پہنچے ۔ (جامع الصغیر)

۵ - کالے اور گورے کی تمیز کا خاتمہ

آپ سب پر یہ حقیقت عیاں ہے کہ آج کل جسے متمدن دور کہا جاتا ہے ۔ اس دور میں بھی غیر مسلم سفید اقوام اپنے آپ کو "کالی نسل کی اقوام" سے برتر سمجھتی ہیں ۔ زندگی کے مختلف شعبوں میں ان کے ساتھ جو سلوک برتا جاتا ہے ۔ وہ محتاج بیان نہیں ۔ مگر سرکارِ دو عالمؐ نے گورے اور کالے کی تمیز بالکل اڑا دی ۔ اور انسان کی اصلیت کا پتہ دیتے ہوئے فرمایا کہ (اَلنَّاسُ وَلَدُ آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ) (جامع الصغیر) انسان (حضرت) آدم علیہ السلام (کی اولاد ہے اور آدمؑ کی پیدائش مٹی سے ہے ۔

جب کہ سب کا ابا ایک حضرت سیدنا آدم علیہ السلام ہیں ۔ اور اماں ایک حضرت حوا علیہا السلام ہیں تو ایک دوسرے کے ساتھ رنگ کی بنا پر بغض و حسد رکھنا محض ہٹ دھرمی ہے ۔

برتری اور عزت کا معیار گوری یا کالی رنگت کے ساتھ ہرگز وابستہ نہیں بلکہ اس کا معیار دینداری ، خدا ترسی اور پرہیزگاری ہے ۔

حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپؐ نے من جملہ دیگر باتوں کے یہ بھی فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے ۔ اور تمہارے بہت سے خاندان اور قبیلے اس لئے بنائے ہیں ۔ کہ ان سے ایک دوسرے کا تعارف ہو ۔ بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سے عزت دار وہ ہے ۔ جو سب سے زیادہ تقویٰ شعار اور پرہیزگار ہو ۔ کسی عربی کو عجمی پر ، اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں اسی طرح کسی کالے کو گورے پر ، اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں بجز تقویٰ کے ۔ (بینات کراچی صفر ۸۷ بحوالہ بخاری مسلم ۔ ابوداؤد)

نیز آپ نے فرمایا ۔ (اُنْظُرْ فَاِنَّكَ لَسْتَ بِخَيْرٍ مِنْ اَحْمَرَ وَلَا اَسْوَدَ اِلَّا اَنْ تَفْضُلَهُ بِتَقْوٰى) ۔ (جامع الصغیر)

یعنی سن لیں کہ بھلائی اور فضیلت کا انحصار گوری یا کالی رنگت پر نہیں ہے ۔ بلکہ تقویٰ پر ہے ۔ فضیلت اسے حاصل ہے ۔ جو پرہیزگار ہو ۔ اوامر پر عمل کرنے والا اور نواہی سے بچنے والا ہو ۔

نیز آپؐ نے فرمایا کہ (اَكْرَمُ النَّاسِ اَتْقَاهُمْ) (جامع الصغیر) لوگوں کا اکرام ان کی پرہیزگاری کی وجہ سے کرو ۔

۶ - چار امور سے اجتناب کرو ۔

ہر کلمہ گو کی یہ دلی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دوزخ سے بچائے اور جنت میں داخل فرمائے ۔ جنت میں لے جانے والے من جملہ دیگر باتوں کے چار امور یہ ہیں ۔ ان کے بارے میں آپؐ نے ارشاد فرمایا جو چار باتوں سے اجتناب کرے گا ۔ وہ جنت میں داخل ہو گا ۔

(۱) (اَلدِّمَاء) کسی کو ناحق قتل نہ کرے
(۲) (وَالْاَمْوَال) ناحق لوگوں کے مال نہ کھائے ۔ غصب ، چوری ، ٹھگی ، رشوت اور دوسرے غیر شرعی اور حرام طریقوں سے لوگوں کے اموال خرد برد کرنے سے بچے ۔
(۳) (وَالْفُرُوْج) اپنی شرمگاہ کو حرام کاری سے بچائے ۔ اپنی منکوحہ کے سوا غیر عورت کے قریب نہ جائے ۔
(۴) (وَالْاَشْرِبَة) شراب یا دوسری حرام چیزیں نہ پیئے ۔

بالکل سچ ہے ؎ جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے [illegible] وہ راز اک کملی والےؐ نے بتلا دیا چند اشاروں میں

تحریکِ آزادی اور حضرت گنگوہیؒ

سلیم قریشی، نزد خیر المدارس ملتان

علماء حق کا تذکرہ اور دیوبند کا نام ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہو کر رہ گئے ہیں۔ جہاں علماء حق کا ذکر آتا ہے دارالعلوم دیوبند کا نام زبان پہ آئے بغیر نہیں رہتا۔ اس کے در و دیوار نے ان بزرگوں کی گفتگو سنی ہے جنہوں نے مصر و شام کے صحراؤں، جبرالٹر اور سپین کی پہاڑیوں اور افریقہ کے تاریک گوشوں تک علم کے چراغ روشن کئے۔ جو برصغیر پاک و ہند میں بدیسی حکمرانوں کے خلاف اٹھنے والی تحریکوں کا مرکز بنے۔ جو ایک طرف علوم نقلیہ و عقلیہ اور فلسفہ و حدیث کے مایۂ ناز اساتذہ شمار ہوتے تھے۔ تو دوسری طرف تحریکِ آزادی کے جانباز سپاہی بھی تھے۔

قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند کے بانی حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کے پیر بھائی، عزیز دوست اور ہم سبق تھے۔ سات برس کی عمر میں والد محترم کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو گئے۔ لہٰذا ابتدائی تعلیم بڑے بھائی مولینا عنایت احمد سے پائی، فارسی کی کتب اپنے ماموں سے اور صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں مولانا محمد بخش سے پڑھنے کے بعد دہلی جا کر مولانا قاضی احمد دین صاحب سے سبق لیا۔ علوم نقلیہ کی تکمیل مولانا مملوک صاحبؒ اور علوم عقلیہ کی تکمیل حضرت مفتی صدرالدین صاحب سے کی۔ بعد ازاں حضرت شاہ عبدالغنیؒ اور شاہ رفیع الدینؒ سے مشکوٰۃ اور حدیث کی تکمیل کی۔ ان علوم سے فارغ ہو کر حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کرنے کے لئے تھانہ بھون پہنچے۔ حضرت حاجی صاحب نے کچھ عرصہ اپنے پاس ٹھہرایا۔ پھر مختلف آزمائشوں کے بعد حضرت گنگوہی کو حلقۂ بیعت میں لے لیا۔

انگریز اسلام کو خاص طور پر مٹانے کے درپے تھے۔ اور عیسائیت کی تبلیغ و توسیع کے لئے ہر ممکن ذریعہ اختیار کر رہے تھے۔ جنہیں بھانپتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہؒ نے ایک انقلابی تحریک کی داغ بیل ڈالی۔ ۱۸۵۶ء میں اس تحریک کے تیسرے قائد حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے انتقال کے بعد حضرت حاجی صاحبؒ تحریک انقلاب کے قائد منتخب ہوئے۔ ایک سال کے بعد ۱۸۵۷ء میں تحریک آزادی جنگِ آزادی میں تبدیل ہو کر ملک کے گوشے گوشے میں پہنچ گئی اور دیسی عوام بدیسی راہزنوں کے خلاف سروں پر کفن باندھے میدانِ کارزار میں کود پڑے ——— حضرت حاجی صاحبؒ اور آپ کے رفقاء نے تھانہ بھون میں مورچہ سنبھال کر جہاد کا اعلان کر دیا۔ مولانا محمد قاسم صاحبؒ کو آپ نے سالار اور حضرت گنگوہیؒ کو قاضی مقرر کیا ——— ایک ساتھی نے کہا۔ کہ بے سر و سامانی کی حالت میں جہاد خلافِ مصلحت ہے۔ تو آپ نے برجستہ جواب دیا۔

"کیا ہم اصحابِ بدرؓ سے بھی زیادہ بے سر و سامانی کی حالت میں ہیں؟"

تھانہ بھون میں یہ مجاہدین دشمن کی گھات میں بیٹھ گئے۔ وہاں کے رئیس قاضی عنایت خاں اور ان کے بھائی عبدالرحیم خاں بھی ان میں شامل ہو گئے۔ بعد ازاں عبدالرحیم خاں جہاد کے لئے ہاتھیوں کی فراہمی کے لئے سہارنپور کی ایک سرائے میں مقیم تھے کہ مخبر کی اطلاع پر گرفتار کر کے تختۂ دار پر چڑھا دئے گئے۔ جس کی اطلاع اگلے روز عنایت خاں کو ہو گئی۔ ساتھ ہی پتہ چلا کہ انگریز سپاہ کا جتھہ سہارنپور سے کرانہ کی طرف بڑھ رہا ہے ——— چنانچہ شیر علی خاں کے باغ کے قریب مجاہدین ان پر پل پڑے اور اسلحہ پر قبضہ کر کے انگریز سپاہیوں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

جب اس واقعہ کی اطلاع مظفر نگر پہنچی تو بغاوت کو کچلنے کے لیئے انگریز نے فوج روانہ کر دی۔ حضرت گنگوہیؒ اپنے پیر و مرشد اور دیگر رفقاء کے ہمراہ باطل کی یلغار کے سامنے چٹان بن کر ڈٹ گئے۔ معرکۂ حق و باطل کے دوران حضرت حافظ ضامن صاحب کو ایک گولی لگی اور وہ چکرا کر گر پڑے۔ حضرت گنگوہیؒ جب حافظ صاحب کے قریب آئے تو حافظ صاحب نے وصیت کی ——— مرتے وقت میرے قریب موجود رہنا۔ حضرت گنگوہی انہیں اٹھا کر قریبی مسجد میں لائے اور ان کا سر اپنے زانو پہ رکھ کر آنکھوں میں آنسو لیئے تلاوت میں مشغول ہو گئے ——— یہاں تک کہ حافظ صاحب کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

انگریزی فوج نے مزید کمک کی بناء پر گاؤں کا محاصرہ کر کے شدید گولہ باری شروع کر دی۔ مکانوں پر مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگا دی اور یوں پُر رونق تھانہ بھون انگریزوں کی سفاکی کی بناء پر چند گھنٹوں میں راکھ کا ڈھیر بن گیا۔ پھر عرصہ تک مجاہدین کی لاشوں سے اٹھنے والی بو اور جلتی ہوئی عمارتوں سے دھوئیں کے بادل بلند ہو ہو کر انگریزی استعمار کے ظلم و ستم کی شہادت دیتے رہے۔

حضرت گنگوہیؒ، حضرت حاجی صاحبؒ اور مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے گئے اور انگریز سپاہی شکاری کتوں کی طرح چاروں طرف آپ کی بو سونگھنے لگے ——— ادھر ——— حضرت حاجی صاحب حجاز کی طرف ہجرت کی تیاری میں لگ گئے۔ اور دوسری طرف آپ کی جدائی کے خیال سے حضرت گنگوہیؒ کی نیند حرام ہو گئی۔ جب بصد مشکل حضرت گنگوہیؒ کو حضرت حاجی صاحب کی جائے قیام کا پتہ چلا تو آپ سے ملاقات کر کے ساتھ رہنے کا اظہار فرمایا لیکن حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا۔ میاں رشید احمد! ابھی اللہ تعالیٰ نے آپ سے کام لینے ہیں گھبرایئے نہیں ہندوستان چھوڑتے وقت آپ سے ملاقات کر کے ہی جاؤں گا۔

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

اصلاحِ معاشرہ

ہمسایہ کا حق

(حکیم چشتی محلہ قادر آباد شیخوپورہ)

اللہ تعالےٰ نے اپنی مقدس کتاب میں فرمایا ہے ۔ کہ فساد قتل سے بدتر فعل ہے ۔ جس کی وجہ یہ ہے ۔ کہ قتل ایک ظلم ہے ۔ جس سے معاشرہ کے چند ایک افراد زد میں آتے ہیں اس کے برعکس "فساد" ایک ایسا "ظلم عظیم" ہے ۔ جس کی زد میں پوری قوم آ جاتی ہے ۔ اور اس سے کئی قتل جنم لیتے ہیں ۔ قاتل کی سزا موت ہے ۔ اور مفسد کی سزا بھی موت ہی ہے ۔ صرف فرق یہ ہے ۔ کہ قاتل کی موت صرف قاتل کے لئے ہے ۔ اور فسادی کی موت کئی قاتلوں کی موت ہے ۔ قانون کا تازیانہ دونوں کے لئے موجود ہے ۔ مگر مغربی قانون میں اتنی لچک ہے کہ باوجود سزا دینے کے اس جرم کا سدباب نہیں ہوتا ۔ اور نہ ہی ہو سکتا ہے ۔ جب تک کہ قرآن کا قانون نافذ نہ ہو ۔ حالی نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

چلن ان کے جتنے تھے سب وحشیانہ
ہر اک لوٹ اور مار میں تھا یگانہ
فسادوں میں کٹتا تھا اُن کا زمانہ
نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ

یہی صورت بعثت نبوی سے قبل عرب میں تھی ۔ لوگوں کا وقت فسادوں میں کٹتا تھا ۔ کوئی قانون نہ تھا جس سے وہ لوگ ہدایت پاتے ۔

جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم الہامی قانون لے کر تشریف لے آئے ۔ تو جو عرب وحشی ظالم اور عقل سے دور تھے ۔ اُن کی ترقی اور نشوونما کا یہ حال ہوا کہ حسنات صفات میں تمام دنیا سے اُن کا پلہ بھاری ہو گیا ۔ اس کی تشریح و توضیح کے لئے تو ایک دفتر درکار ہے ۔ آج کی فرصت میں صرف ہمسایہ کے بارہ میں کچھ عرض کرنا مقصود ہے ۔ یہ مشاہدہ میں آیا ہے ۔ کہ ہمسایہ سے لڑائی جھگڑا عموماً عورتوں کی وجہ سے ہوتا ہے اور معاشرے کی تباہ کن اور غلط رسوم اکثر انہی سے جنم لیتی ہیں ۔ جو بڑھتے بڑھتے قتل و غارت اور فساد تک پہنچ جاتی ہیں ۔ ان کی مکمل روک تھام اور پرامن زندگی بسر کرنے کے لئے جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۱- لَا يَمْنَعُ جَارَهٗ اَنْ يَّغْرِزَ خَشَبَةً فِيْ جِدَارِهٖ (بخاری)

"کوئی ہمسایہ اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں لکڑی گاڑنے سے نہ روکے"

ان مقدس الفاظ میں اصلاح معاشرہ کی پوری دنیا آباد ہے ۔ مکان دنیا والوں کے لئے متاع عزیز ہوتا ہے ہمسایوں کے جھگڑے مکانوں سے ہوتے رہتے ہیں ۔ "لکڑی گاڑنے سے نہ روکے" کے لطیف اشارہ نے ہمسایہ کو ہمسایہ سے نیک سلوک کرنے کا ایسا سبق دیا کہ جھگڑے یکسر ختم ہو جاتے ہیں

۲- وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ قِيْلَ وَمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِيْ لَا يَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ (بخاری)

"اللہ کی قسم وہ شخص صاحب ایمان نہیں ہے ۔ خدا کی قسم وہ شخص مومن نہیں ہے ۔ آپ سے سوال کیا گیا ۔ کہ یا رسول اللہ ! کون ؟ آپ نے فرمایا ...... وہ شخص جس کی شرانگیزیوں سے اُس کے پڑوسی امن میں نہ ہوں"

متمم ..... مکارم اخلاق نے اپنے رب کی دو دفعہ قسم کھا کر ارشاد فرمایا ۔ کہ ہمسایہ کو دکھ دینے والا ہرگز صاحب ایمان اور مومن نہیں ہو سکتا ۔ اگرچہ وُہ کتنا ہی پابند صوم وصلوٰۃ کیوں نہ ہو ۔ زکوٰۃ ادا کرتا ہو ۔ حج کر آیا ہو ۔ اگر اُس نے ہمسائے کو دُکھ دیا ۔ تو ہر عمل صالح ضائع ہوگیا کیونکہ پڑوسی کی بابت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے ۔ کہ مجھے گمان ہونے لگا ۔ کہ کہیں پڑوسی کو وراثت میں حصہ دار قرار نہ دے دیا جائے

۳- مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ (بخاری)

"جو شخص بھی خدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے ۔ وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے"

اس حدیث میں بھی یہی فرمایا جا رہا ہے ۔ کہ جس طرح اللہ کی ذات واجب الوجود ہے ۔ اور قیامت کے دن میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں اس کی یاد کو مدنظر فرماتے ہوئے اللہ کا نبی فرما رہا ہے ۔ کہ پڑوسی کو تکلیف دینے والا شخص نہ تو خدا کے واجب الوجود ہونے پر ایمان رکھتا ہے ۔ اور نہ ہی اُسے قیامت پر یقین ہے ۔ حاصل حدیث یہ نکلا کہ پڑوسی کو تکلیف دینے والے کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و مغفرت سے قیامت کے دن محروم فرمادینگے

لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ

"کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو بکری کا پایہ دینے میں شرم نہ کرے"

انسانی ہمدردی کا بہترین سبق دیا گیا ہے ۔ کہ محبت اور اخوت بڑھانے کے لئے ضروری ہے ۔ کہ جو چیز تم اپنے اہل و عیال کے لئے لاؤ ۔ اُس میں پڑوسی کا ضرور حصہ نکالو اور حصہ کا اذن عام عورت کو دے دو ۔ اور ہمسایہ عورت کو اسے قبول کرنے میں حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھنا چاہئے ۔ کیونکہ عقیدت اور محبت کی پیشکش میں کم اور زیادہ کا سوال اٹھانا سخت کمینگی ہے

۴- اِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَاَكْثِرْ مَاءَهَا وَتَعَاهَدْ جِيْرَانَكَ (مسلم)

"جب تم شوربا پکاؤ ۔ تو اُس میں پانی زیادہ ڈال دو اور اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھو"

اگر پڑوسی کے ہاں سالن نہیں ہے تو تمہاری گوشت والی ہنڈیا تمہارے لئے وبال جان بن جائے گی ۔ تاوقتیکہ پڑوسی اُس میں سے حصہ نہ لے

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

نزولِ مصائب کی وجوہات

قاری فیوض الرحمٰن، بی اے (امتیازی) ایم اے

مسلمانوں پر نزولِ مصائب کے دو بنیادی سبب ہیں۔ ایمان میں کمزوری اور اعمال میں خرابی۔ انہیں جو بھی نقصان پہنچا اسی کمزوری کی بنا پر پہنچا اور جب یہ کمزوری دُور ہوگئی تو ان کے نقصانات کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ گویا ان کی کامیابی و کامرانی کی اصل وجوہات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا اور ان کی معصیت و نافرمانی سے اپنے آپ کو بچانا تھا۔ جب تک یہ اپنے مالک کے حکموں پر لبیک کہتے رہے اور حضور علیہ السلام کے ارشاداتِ عالیہ پر عمل کرتے رہے اللہ کی نعمتیں بارش کی طرح ان پر چھم چھم برستی رہیں۔ اس آسمان کے نیچے اور اس دھرتی کے اوپر کوئی ان پر غالب نہیں تھا۔ سبھوں کی گردنیں ان کے رعب اور دبدبے سے جھکی پڑی تھیں۔ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی غلامی کرتے تھے۔ پوری کائنات ان کی غلام ہو کر رہ گئی تھی۔ انہوں نے اللہ کے دین کی سربلندی کی خاطر اپنے گھوڑوں کو دریاؤں میں ڈال دیا تو ان دریاؤں کو یہ ہمت نہ ہوئی کہ اشرف المخلوقات کو یا اس کے سامان کو ڈبوئیں، بلکہ انہیں اور ان کے گھوڑوں کو راستہ دے دیا۔ اور وہ صحیح و سالم پار ہوگئے۔ دشمنوں نے جب یہ دیکھا کہ انہوں نے ایسے موجزن دریا کی طغیانیوں کی پروا کئے بغیر اپنے گھوڑوں کو اپنے آپ کو یوں دریا کی موجوں کے حوالے کر دیا ہے تو انہیں ان کی انسانیت پر یقین نہ آیا۔ اور پکار اٹھے "دیوان آمدند" اور راہِ فرار اختیار کی۔ انہوں نے جنگلوں میں ڈیرے ڈالے تو ان جنگلوں کے درندوں نے ان سے کوئی تعارض نہ کیا۔ یہ جنگلوں اور صحراؤں کو عبور کرتے اور سمندروں کو چیرتے پھاڑتے دشمنوں تک جا پہنچے بھلا دشمن اس قوم کا مقابلہ کیسے کر سکتے تھے جن کا ایمان مضبوط اور اعمال بھلے ہوں۔ وہ بھی مطیع ہوتے بغیر نہ رہ سکے۔

اللہ تعالےٰ نے اپنے ان مومن اور صالح بندوں کو ہر قسم کی کامیابیوں اور فیروز مندیوں سے نوازا۔ اقوامِ عالم پر ان کا رعب و دبدبہ قائم کر دیا۔ پوری کائنات ان کے لئے مسخر کر دی۔ اور انہوں نے بھی اللہ کے اس وعدے کو پورا کرکے دکھا دیا۔

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ۔ یعنی اگر ان بندوں کو ہم نے حکومت و سلطنت دی تو یہ زمین میں نماز قائم کرنے والے، زکوٰۃ ادا کرنے والے، نیکیوں اور بھلائیوں کا حکم کرنے والے اور برائیوں سے روکنے والے ہوں گے۔

غزوۂ بدر کو لیجئے، جب ایک طرف ایک ہزار مسلح افراد تھے، اور دوسری طرف ۳۱۳ تقریباً نہتے مگر دین کے تربیت یافتہ نفوسِ قدسیہ تھے۔ ان کے پاس نہ بندوقیں تھیں، نہ طیارہ شکن توپیں، نہ ٹینک تھے نہ میزائل مگر ان تربیت یافتہ حضرات نے اسلام کی جو مستحکم بنیادیں رکھ دی تھیں، کفر کے ہزاروں سیلاب اور طوفان ان کو متزلزل نہ کر سکے۔ اس وقت سے لے کر آج تک اور قیامت تک آنے والے کروڑوں مسلمان ان حضرات کے مرہونِ منت ہیں۔ ان ۳۱۳ افراد نے کائنات کی تصویر پلٹ کر رکھ دی اور ان کی اس کامیابی کا راز اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکموں پر بکلّی رضا و رغبت عمل کرتے تھے۔ ہوائیں اور فضائیں ان کا ساتھ دیتی تھیں۔ فرشتوں کی نصرت انہیں نصیب ہوتی تھی۔ خداوند تعالےٰ کی اعانتِ خصوصی سے یہ سرفراز ہوتے تھے۔ ان کی راہ میں نہ سمندر حائل ہو سکتے تھے نہ پہاڑ اور نہ صحرا ؎

یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے
جنہیں تُو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

باطل کی قوتیں بارہا ان سے ٹکرائیں، رومی شہنشاہوں اور کیانی فرمانرواؤں نے آگے بڑھ کر اس سیلابِ بے پناہ کو روکنا چاہا لیکن خس و خاشاک کی طرح بہہ گئے۔ قادسیہ کے میدان میں ایرانی عظمت و جلال کا خاتمہ ہو گیا اور یرموک کے کنارے رومی سطوت و جبروت کا ہمیشہ کے لئے جنازہ نکل گیا۔ قیصر و کسریٰ اپنی قوت و شوکت کے باوجود ان کے سامنے سپر انداز ہو گئے۔ صرف ایک صدی کے اندر گلستانِ اندلس سے چمنستانِ ہند تک، سوادِ قسطنطنیہ سے دیارِ یمن تک ہر جگہ اسلام کا پرچم لہرانے لگا ؎

دشت تو دشت تھے دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دئے گھوڑے ہم نے

یرموک اور قادسیہ کے تاریخی معرکوں میں جن مسلمانوں نے باطل اور طاغوتی طاقتوں کو ملیامیٹ کیا۔ ان کی قوت و شوکت کو خاک میں ملایا۔ انہی غازیوں اور مجاہدوں کی اولاد چند صدیوں کے بعد انہی تاریخی میدانوں میں یہودی نبیوں، سود خوار اور ذلیل و رسوا قوم کے ہاتھوں کثرتِ تعداد کے باوجود ایسی پٹی کہ آج سارے عالمِ اسلام کی نظریں شرم کے مارے جھکی پڑی ہیں۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَار

اہلِ اسلام نے جب بھی کوئی چوٹ کھائی ہے اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکموں کی خلاف ورزی میں کھائی ہے۔

غزوۂ اُحد ۳ھ میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس تیراندازوں کی ایک جمعیت کو پہاڑ کی ایک گھاٹی پر متعین فرمایا اور ساتھ ہی یہ تاکید بھی کر دی تھی کہ فتح ہو

یا شکست تمہیں اس مقام سے ہلنا نہیں ہے۔ اس دستہ نے جب اپنی آنکھوں سے کفار کے قدم اکھڑتے ہوئے دیکھے تو یقین کر بیٹھے کہ فتح ہو چکی، اب کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اپنی جگہ چھوڑ بیٹھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حکم کی خلاف ورزی نے جنگ کا پانسہ پلٹ کر رکھ دیا۔ خالد جو اس وقت تک دولتِ اسلام سے مشرف نہیں ہوتے تھے اسی گھاٹی سے حملہ آور ہوئے — دو چار صحابیؓ جو حضور علیہ السلام کے حکم کے مطابق وہاں سے نہیں ہٹے تھے۔ انہوں نے بڑی جوانمردی سے اس سیلاب کو روکنا چاہا۔ لیکن وہ روکنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ البتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر جان دینے میں کامیاب ہو گئے۔

تھوڑی سی کوتاہی اور غفلت کی وجہ سے مسلمانوں کا بھاری نقصان ہوا ستر کے قریب صحابہؓ شہید ہوئے — حضور علیہ السلام کے پیارے چچا حضرت حمزہؓ نے بھی جامِ شہادت نوش کیا۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ بھی اسی غزوہ میں شہید ہوئے۔ انہی کی شہادت پر کفار پکار اٹھے تھے کہ "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قتل کر دئے گئے۔"

موصوف حضور علیہ السلام سے اپنی شکل و شباہت کی وجہ سے ملتے جلتے تھے۔ خود آقائے نامدارؐ کے دندان مبارک شہید ہوئے۔ آپؐ کے جسمِ اطہر سے ایک پتھر کے لگنے سے خون کے فوارے چھوٹنے لگے۔ مسلمانوں کو اتنی بڑی آزمائش میں اس لئے ڈالا گیا تاکہ انہیں احساس ہو کہ حضور علیہ السلام کے ایک حکم کی کیا قیمت ہے؟ اور اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے کیا کچھ نقصان ہو سکتا ہے۔

غزوۂ حنین کے موقع پر مسلمانوں سے صرف اتنی سی لغزش ہوئی وہ کہہ بیٹھے کہ جب ہم ۳۱۳ تھے تو اس وقت ہم نے کفار کو تہس نہس کر کے رکھ دیا تھا۔ اب تو خیر سے ہم پورے بارہ ہزار ہیں۔ ان کی بیخ نکال کر رکھ دیں گے۔ اللہ کو ان کا کثرتِ تعداد پر یہ فخر پسند نہ آیا۔ چنانچہ کثرتِ تعداد کے باوجود ان حضرات کے قدم جمنے کی بجائے اکھڑنے لگے۔ یہاں تک کہ زمین اپنی وسعتوں کے باوجود ان پر تنگ ہو کر رہ گئی۔ پھر اللہ نے نصرت فرمائی، سکینت کی دولت سے نوازا اور فتح و کامیابی سے ہمکنار کیا۔

زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں، پانی پت کے معرکے ہی کو ذرا سامنے رکھئے اور دیکھئے کہ کس طرح تیرہ ہزار مسلمان ڈیڑھ لاکھ کے مقابلے میں بنیانِ مرصوص بن جاتے ہیں اور اس فتح سے کفار کی طاقتوں کو کس قدر مرعوب کر دیتے ہیں کہ وہ آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ نہیں سکتیں۔ آپ کو حیرت ہو گی کہ تین صدیوں کے بعد انہی حضرات کی اولاد "بکسر" میں اپنے سے دس گنا کم انگریزوں سے پٹ جاتی ہے۔ حتیٰ کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے لیٹرے جہاں کہیں مسلمانوں کے مقابل ہوتے، کامیاب ہوئے اور مسلمانوں کو ہر مقام پر ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔

ہنگامۂ تاتار

جلال الدین خوارزم بادشاہ اور اس کی افواج پوری طرح غفلت و معصیت کا شکار ہو چکی تھیں۔ رنگ رلیاں منانے اور عیش پرستیوں کا مظاہرہ کرنے میں مصروف تھیں۔ اس معصیت کا بھی اندازہ فرمائیے کہ تاتاریوں کا سیلاب سر پر ہے، مقابلے ہو رہے ہیں۔ اس کے باوجود اتنی فرصت کہاں کہ اپنی غفلتوں اور معصیتوں پر ندامت کے آنسو بہائے جائیں اور اللہ کو اس کی بیحد وسیع رحمت کا واسطہ دے کر معافی مانگی جائے لیکن غفلت ان پر اس قدر غالب آ چکی تھی کہ باوجود مصیبت کے سر پر آ پڑنے کے دور ہونے کا نام نہیں لیتی تھی۔ بلکہ ساری رات تنا تن اور چھنا چھن کا مشغلہ جاری رہتا — اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تاتاریوں نے ان کی بیخ کنی کر دی۔ یہاں سے بڑھے اور سارے عالمِ اسلام پر چھا گئے۔ اور اس تاتاری یورش نے دنیائے اسلام کی چولیں ہلا ڈالیں۔ ایک سرے سے دوسرے سرے تک تقریباً سارا عالمِ اسلام اور خصوصاً اس کا مشرقی حصہ اس فتنۂ جہاں سوز کی لپیٹ میں آ گیا مشہور مؤرخ ابنِ اثیر اس واقعہ کو چھپا نہیں سکتا اور اپنی قلبی کیفیت کا اظہار حسبِ ذیل الفاظ میں کرتا ہے۔

"یہ حادثہ اتنا ہولناک اور ناگوار ہے کہ میں کئی برس تک اس پس و پیش میں رہا کہ اس کا ذکر کروں یا نہ کروں۔ اب بھی بڑے تردّد و تکلیف کے ساتھ اس کا ذکر کر رہا ہوں۔ اور واقعہ بھی یہ ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کی خبرِ موت سنانا کس کو آسان ہے اور کس کا جگر ہے کہ ان کی ذلت و رسوائی کی داستان سنائے؟ کاش میں نہ پیدا ہوتا، کاش میں اس واقعہ سے پہلے مر چکا ہوتا اور بھولا بسرا ہو جاتا۔ لیکن مجھے بعض دوستوں نے اس واقعہ کے لکھنے پر آمادہ کیا۔ پھر بھی مجھے تردّد تھا لیکن میں نے دیکھا کہ نہ لکھنے سے بھی کچھ فائدہ نہیں۔

یہ وہ حادثۂ عظمیٰ اور مصیبتِ کبریٰ ہے کہ دنیا کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی — اس واقعہ کا تعلق تمام انسانوں سے ہے لیکن خاص طور پر مسلمانوں سے ہے۔ اگر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ از آدم تا ایں دم ایسا واقعہ دنیا میں نہیں پیش آیا۔ تو وہ کچھ غلط دعویٰ نہ ہو گا اس لئے کہ تاریخ میں اس واقعہ کے پاسنگ بھی کوئی واقعہ نہیں ملتا۔ اور شاید دنیا قیامت تک (یاجوج ماجوج کے سوا) کبھی ایسا واقعہ نہ دیکھے، ان وحشیوں نے کسی پر رحم نہیں کھایا۔ انہوں نے عورتوں، مردوں اور بچوں کو قتل کیا۔ عورتوں کے پیٹ چاک کر دئے۔ اور پیٹ کے بچوں کو مار ڈالا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

یہ حادثہ عالمگیر و عالم آشوب تھا، ایک طوفان کی طرح اٹھا اور دیکھتے دیکھتے سارے عالم پر پھیل گیا۔"

(الکامل ابن اثیر ص ۲۰۲، ص ۲۰۳) بحوالہ ماذا خسر العالم از مولانا ابوالحسن علی ندوی۔

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

(۳)

تو میرے بزرگو! میں عرض یہ کر رہا تھا کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے آپؐ کی طرف قرآن کو نازل کیا۔ تو کیا ہوا؟ آپؐ کے دل میں تنگی نہ ہونی چاہیے — تو اُس "تنگی" پہ میں بحث کر رہا تھا کہ اُس "تنگی" کا مفہوم کیا ہے۔ یہ نہیں کہ قرآن کو سن کر تنگی نہ ہونی چاہیے۔ لوگوں کے اعتراضات سن کر آپؐ کے دل میں کسی قسم کی تنگی نہیں ہونی چاہیے۔ ہم اس دین کو کامل کریں گے۔ یہ بکتے رہیں گے اور دین کامل ہوتا رہے گا۔ آپؐ دیکھیں کے وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ط وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ط اگرچہ یہ اس بات کو بُرا سمجھتے ہیں لیکن یہ دین کامل ہو کر رہے گا۔

تو اس کے بعد پھر انسانوں کو خطاب فرمایا۔ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ۔ اے دنیا والو! پیروی کرو (اتباع کا معنے پیروی کرنا) اس ہدایت کی جو اتاری گئی آپؐ کی طرف مِنْ رَّبِّکُمْ تمہارے رب کی طرف سے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تم دنیا میں کامیاب ہو جاؤ، اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا رب تم سے راضی ہو، اگر تم نجاتِ دارین چاہتے ہو تو تم کیا کرو؟ پیروی کرو ان حکموں کی جو نازل کیے گئے تمہاری طرف مِنْ رَّبِّکُمْ تمہارے رب کی طرف سے —

اگر آپ حضرات کو یاد ہو تو میں نے سورۃ فاتحہ میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ پر 'رب' کے مسئلے پر بہت کچھ عرض کیا تھا۔ دیکھیے یہاں بھی رب لائے — رَبِّکُمْ — یعنی تمہارا پالنے والا۔ یہ مادی نظام نہیں ہے۔ تمہارا پالنے والا تو اللہ تعالےٰ ہے۔ اس رب نے جو تمہارا پالنے والا ہے جو تمہارے لئے نازل کیا تم اس کی پیروی کرو۔ تم پیروی کرو۔ تربیت کا ذمّہ اس کا ہے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا۔ ہر چیز کا رزق اللہ تعالےٰ نے اپنے ذمّے لیا ہے اپنی رحمت کے ساتھ۔

تو فرمایا کہ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ۔ تم پیروی کرو اُن باتوں کی، اُن حکموں کی اس کتابِ مقدّس کی جو اتاری گئی تمہاری طرف مِنْ رَّبِّکُمْ۔ تمہارے رب کے ہاں سے جو تمہارا پالنے والا ہے۔ اسی میں تمہاری تربیت کا نظام بھی ہے۔ یہ جو نظام ہے قرآنی نظام، جس طرح ہم کبھی سمجھ بیٹھتے ہیں کہ قرآنی نظام میں کیا ہے جی؟ صرف یہ ہے کوئی مرنے لگے تو اس کے پاس جا کر سورتِ یٰسٓ پڑھ دیا کرو یا کبھی کبھی تبرکاً (اللہ مجھے اور آپ کو قرآن پر عمل کی توفیق عطا فرمائے) آج ہم نے قرآن کے ساتھ عجیب معاملہ بنا رکھا ہے (سب کا یہی حال ہے) قرآن مجید پڑھ لیتے ہیں۔ کبھی کبھی تلاوت کر لیتے ہیں، کوئی تکلیف آئی تو "ختم" کرا لیتے ہیں یا ویسے کبھی شوقیہ پڑھ لیتے ہیں لیکن میرے بزرگو! حقیقت یہ ہے کہ ہزار میں سے بھی ایک دو ایسے بھائی نہیں نکل سکتے جن کی زندگی عملی رنگ میں سراپا قرآن کے رنگ میں رنگی ہوئی ہو۔ بہت کم ایسے لوگ ہیں — حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ یا دوسرے اکابر کو چھوڑ دیجئے۔ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو زبان سے کچھ کہتے ہیں، عمل کچھ کرتے ہیں۔

تو اس لیے فرمایا کہ پیروی کرو۔ اور تمہارا پالنے والا کون ہے؟ تمہارا رب ہے۔ تمہاری مادی ضروریات جو پوری ہوتی ہیں تو وہ اللہ کے حکم سے پوری ہو سکیں گی، تمہارے نظام سے پوری نہیں ہو سکیں۔

وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ ط اور مت پیروی کرو تم اللہ کے سوا اوروں کی اُن کو اپنا کارساز بنا کر۔ تمہارا کارساز اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ ۝ تم بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو۔ فرمایا تم مانتے نہیں بات کو۔ سن لیتے ہو، سمجھتے بھی ہو لیکن مانتے نہیں ہو۔ تَذَکَّرُوْنَ ۝ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ کیا ہے۔ فرمایا۔ تم بہت کم کو مانتے ہو — بڑا پیارا ترجمہ ہے۔ سن لینا اور اور چیز ہے۔ ماننا اور چیز ہے۔ اس لئے قرآن مجید نے فرمایا۔ فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدٰھُمُ اللّٰہُ ط وَ اُولٰٓئِکَ ھُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ فرمایا۔ اے میرے حبیبؐ! فَبَشِّرْ۔ بشارت دے، خوشخبری دے ان لوگوں کو، میرے ان بندوں کو، جو میری بات کو سنتے ہیں، پھر اس کی پیروی بھی کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک اس سے بہتر اور کوئی بات نہیں۔ اَحْسَنَہٗ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اور بھی کوئی احسن ہے۔ یعنی قرآن مجید سارے کا سارا احسن ہے جس ذاتِ بابرکات نے قرآن نازل کیا وہ بھی اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ ط ہے — سب سے احسن — اور جس امام الانبیاء پر نازل ہوا وہ بھی احسن ہیں (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) حسان ابن ثابت نے فرمایا ؎

وَ اَحْسَنَ مِنْکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ
وَ اَجْمَلَ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءٗ

اے میرے حبیبؐ! آپؐ سے حسین میری آنکھ نے ابھی تک کوئی نہیں دیکھا۔ وَاَجْمَلَ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءٗ۔ اور آپؐ سے جمیل کسی ماں نے نہیں جنا۔

؎ خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءٗ

میرے حبیبؐ! آپؐ تو ہر انسانی عیب سے بھی پاک پیدا کئے گئے۔ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے آپؐ نے چاہا۔ ویسے آپؐ پیدا کئے گئے۔

امام الانبیاء احسن، رب العالمین احسن الخالقین اور قرآن مجید احسن الکتاب اور جس امت کے لئے بھیجا گیا یہ بھی خیر امت ہے۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ

عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ ط سورتِ آلِ عمران میں دیکھ لیجئے۔ فرمایا۔ اے مسلمانو! تم سب امتوں سے بہتر ہو، تم تو امتوں کے راہنما بنا کر بھیجے گئے۔ افسوس ہے مسلمان اپنے مقام کو کھو بیٹھا ہے۔ مسلمان تو قائد الامم ہے۔ مسلمان تو ساری امتوں کا راہنما ہے۔ لیکن اس وقت جب تک تعلق خداوند قدوس کی ذات کے ساتھ رہا۔ رب العلمین نے مسلمانوں کو اونچا مقام نصیب کیا۔ اللہ کرے کہ پھر مسلمان میں وہ قوت پیدا ہو کہ مسلمان عمل کی طرف لوٹے اور قرآن مجید کو اپنا ہادی اور رہنما بنائے۔ تو پھر نتیجہ دیکھ لے۔

اب اس پر تاریخی شہادت پیش فرماتے ہیں کہ جو لوگ میری نازل شدہ ہدایت کو چھوڑ دیتے ہیں کیا وہ کامیاب ہوتے ہیں؟ فرمایا نہیں۔ وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا۔ اور دیکھ لو کتنی ہی بستیاں ہیں جن کو ہم نے تباہ کیا۔ قَرْيَةٍ۔ آباد بستی۔ چھوٹی بستی نہیں، قریہ بڑے شہر کو کہتے ہیں، بستی، بڑی بستی، جس بستی میں ملیں بھی ہو سکتی ہیں، کارخانے بھی ہو سکتے ہیں، باغات بھی ہو سکتے ہیں، ہوٹل بھی ہو سکتے ہیں۔

فَجَآءَهَا بَأْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۝ فرمایا بس ہم نے یوں تباہ کیا کہ ان پر ہمارا عذاب آیا۔ بَيَاتًا۔ جب کہ وہ سوئے ہوئے تھے۔ اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ۔ یا دن کو آیا جب کہ دوپہر کے وقت وہ قیلولہ کر رہے تھے۔ سو رہے تھے، سوئے ہوئے تھے جب میرا عذاب آیا۔

علمائے اسلام نے اسی لئے میرے بزرگو! تہجد پر بڑا زور دیا ہے۔ قرآن شریف پڑھئے۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو ذوق نصیب فرمائے اور پھر عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ دیکھ لیجئے۔ پہلی قوموں پر جو عذاب آئے وہ تقریباً سحری کے وقت آئے تھے۔ اور یہ جو کوئٹے کا زلزلہ آیا تھا یہ بھی سحری کے وقت آیا تھا۔ اب بھی جب کبھی یہ چھوٹا سا جھٹکا ہو جاتا ہے۔ چھوٹا سا الارم فی الحال ہو رہا ہے (اللہ تعالیٰ بڑے الارم سے مجھے آپ کو بچائے) ابھی چھوٹے چھوٹے الارم ہو رہے ہیں کہ سنبھل جائیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے۔ سنبھل جاتے وہ قوم جس نے کل کہا تھا پاکستان کا معنیٰ کیا۔ لا الہ الا اللہ۔ یہ ذرا سنبھل جائیں۔ ورنہ دیکھ لیں جن قوموں کو میں نے پہلے تباہ کیا وہ کوئی میری ذاتی دشمن نہیں تھیں، میرے احکام کو پس پشت ڈال دیا، میرے مقابلے میں آ گئے۔ بس میں نے ان کو تباہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو، تمام ممالکِ اسلامیہ کو تباہی سے بچائے۔ لیکن میرے بزرگو! حالات جو ہیں وہ آپ کے سامنے بھی ہیں میرے سامنے بھی ہیں کہ ہم کس حد تک رب العالمین کے احکام کی پیروی کرتے ہیں۔

بقیہ: جنگِ آزادی اور حضرت گنگوہیؒ

پھر حضرت گنگوہیؒ اپنے وطن گنگوہ تشریف لائے اور یہاں سے اپنے ددھیال رامپور پہنچ کر حکیم ضیاء الدین صاحب کے ہاں مقیم ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ کو مخبر کی اطلاع پر گرفتار کر کے سہارن پور جیل بھیج دیا گیا۔ جہاں سے مظفر گڑھ منتقل کر دئے گئے۔ آپ کے خسر راہِ آزادی میں شہید ہو چکے تھے اس لئے آپ کی گرفتاری کی اطلاع جب اہلیہ محترمہ کو ہوئی تو انہوں نے خداوند کریم کا شکریہ ادا کیا۔ کہ "آزادیٔ وطن کے حصول کی خاطر باپ کو شہادت اور خاوند کو زندان نصیب ہوا۔"

حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ آپ سے بے انتہا محبت کرتے تھے یوں کہیے کہ آپ کے دیوانے تھے (لیکن یہ محبت صرف اللہ ہی کے لئے تھی) حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت خود روپوش تھے اور انگریز ان کی تلاش میں سرگرم تھے۔ لیکن مولانا گنگوہیؒ کی محبت کی بناء پر گرفتاری کی پروا کئے بغیر دیوبند کے قریب راستہ میں آ کھڑے ہوئے اور جب حضرت گنگوہیؒ انگریزی فوج کی نگرانی میں وہاں سے گذرے تو دونوں بزرگوں کی نگاہیں ملیں اور دونوں مسکرا دئے۔

مظفر نگر کی جیل میں آپ نے قریباً چھ ماہ بسر کئے اس دوران اکثر قیدی آپ کے معتقد اور مرید بن گئے تھے چنانچہ جیل میں بھی نمازیں با جماعت ادا ہوتیں اور ذکر و فکر کا مشغلہ جاری رہتا۔

جب آپ کو زنداں سے نجات ملی تو حضرت حاجی صاحب سفرِ حجاز پر روانہ ہو چکے تھے۔ لیکن اپنے وعدہ کے مطابق جانے سے پیشتر جیل کے کڑے پہرے کے باوجود زنداں میں آپ سے ملاقات کی تب کہیں روانہ ہوئے۔ رہائی کے بعد عرصہ تک C.I.D نے آپ کا پیچھا نہ چھوڑا اور مختلف طور و طریق سے آپ کو پریشان کیا جاتا رہا۔ لیکن آپ کمال استقلال سے سب کچھ برداشت کرتے رہے۔

عمرِ عزیز کے آخری دور میں آپ دوبارہ درس و تدریس میں مشغول ہو گئے تھے۔ طبیعت میں سادگی اور تواضع حد سے زیادہ تھی دور دراز کے علاقوں سے طلباء آ کر آپ کے حلقۂ درس میں شامل ہوتے اور آپ مہمانانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خوشی محسوس کرتے طلباء سے محبت آپ کی عادت بن چکی تھی اور ہر نئے آنے والے طالبعلم کو پہلے تین روز خصوصی طور پر اپنے ساتھ کھانا کھلاتے۔

حضرتؒ کی بلند پایہ اوصاف کی حامل عزیز زندگی کے کس کس پہلو پر روشنی ڈالی جائے؟ ؎

سفینہ چاہئے اس بحرِ بیکراں کیلئے

قراردادِ مذمت

مسلمانانِ قصبہ علی پور چٹھہ کا یہ اجتماع مصر و عرب کے خلاف یہود کے جارحانہ اقدام کی شدید مذمت کرتا ہے۔ اور مغربی سامراج کی اس عظیم سازش پر سخت پر سخت غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے اور تمام اسلامی ممالک سے خصوصاً اور دیگر انصاف پسند حکومتوں سے عموماً اپیل کرتا ہے کہ وہ عربوں کو ان کے علاقے اسرائیل سے واپس دلانے کی سرتوڑ کوشش کریں۔

یہ اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس آڑے وقت میں عربوں کی مادی اور اخلاقی امداد کر کے اسلامی فریضہ کو پورا کرے نیز پاکستانیوں سے امید کرتا ہے کہ وہ اپنی شاندار روایات کے مطابق عربوں کی فراخدلانہ مدد کر کے اسلامی اخوت کا ثبوت دیں گے۔

محمد اقبال نعمانی خطیب جامع مسجد مرکزی علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے

داعیانِ وحدتِ ملّتِ اسلامیہ کے نظریات

(۱)

ملّتِ اسلامیہ کے زوال کی بنیاد اس وقت ڈالی گئی جب اس کے قائدین نے اپنے ایک مرکز سے کٹ کر جُدا جُدا مرکز قائم کر کے جُدا جُدا سرداریاں قبول کر لیں جُدا جُدا قبلہ حاجات تعمیر کرائے لیکن اگر قائدین نفس کے فریب کا شکار ہو گئے ہیں تو عامۃ المسلمین کو خود بیدار ہو کر وحدت ملت اسلامیہ کے لئے ایک مرکز قائم کرنے کی آواز قطعی ہم آہنگی کے ساتھ اٹھانی چاہئے۔ تاکہ ساری ملت ہم آہنگ ہو کر فرش و عرش کی بلندیوں کو روند کر رکھ دے۔

(سید جمال الدین افغانیؒ)

(۲)

مسلمان پیدا ہوتے ہی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا اقرار کرتا ہے — تمام دنیاوی قوتوں اور قیادتوں کے خلاف اعلانِ بغاوت کرتا ہے اور وہ اس لئے کہ اسے پیدا ہی اس لئے کیا جاتا ہے کہ وہ اسے ایک خدا، ایک رسول، ایک حکم، ایک قرآن اور ایک قبلہ کی تبلیغ و اشاعت کے لئے اپنی زندگی مخصوص کر دے۔ اسلام کے نزدیک کھانے پینے اور عیش و آرام کا نام زندگی نہیں اسلامی زندگی کے معنی ایک ایسی مقدس کشمکش اور حرکت و عمل کو قرار دینا ہے جس سے سرتاپا نیکی، رشد و ہدایت اور فلاح و نجات ہی کے لئے جد و جہد کرنا ہے۔ اللہ کے لئے جینا ہے اور اللہ کے لئے مرنا ہے اور یہ ایسی صفات ہیں۔ جو اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتیں، جب تک مسلمانوں کا مرکز ایک نہ ہو، قیادت ایک نہ ہو، اور یہ سب کے سب ایک ایسی عظیم الشان مگر غیر فانی اکائی نہ بنے رہیں، جسے قرآن کی تفہیم میں بنیانٌ مرصوص کہتے ہیں۔

(امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد)

(۳)

بتانِ رنگ و بُو کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی
ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر

(اقبالؒ)

(۴)

ہم نے تحریک خلافت کا علم کسی سیاسی اغراض کے ماتحت ہرگز بلند نہیں کیا بلکہ ہماری جد و جہد کا دائرہ تمام عالم اسلام کو محیط کئے ہوئے ہے۔ ہم مسلمانانِ عالم کو از سر نو ایک مرکز، ایک پرچم اور ایک نکتۂ عمل کے گردا گرد اس انداز سے مجتمع کرنے کا عہد کر چکے ہیں جس انداز سے خود حضرت شارع اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے امتِ مسلمہ کو جمع کر کے ایک ہو جانے کا حکم دیا تھا۔ (رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہرؔ)

(۵)

میں تہیہ کر چکا ہوں کہ مخرّب توحید طاقتوں کے خلاف آخری دم تک جہاد بالسّیف کرتا رہوں گا — یہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ہی اپنی زندگی کا ہر لمحہ وحدت ملّتِ اسلامیہ کی تجدید اور امّت مسلمہ کے ایک مرکز کے قیام کے لئے تمام طاغوتی طاقتوں کے خلاف نبرد آزمائی کی خاطر وقف رکھوں گا۔ میرے نزدیک ایسے لوگوں سے اسلام اور ملّت کو کوئی نتیجہ خیز فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ جو چھوٹے چھوٹے گروہوں اور فرقوں میں بٹے رہیں۔ اور اس طرح اپنی عظیم الشان قوت بے معنی انداز میں برباد کرتے رہیں، اپنے دشمنوں کے ہاتھ مضبوط کرتے رہیں۔ رحمان کی آواز دباتے رہیں اور شیطان کے عزائم کو بے شعوری کے عالم میں خود اپنی لایعنی سرگرمیوں سے تقویت پہنچاتے رہیں۔ ہم ایک ہیں، ہمارا حکم ایک ہے۔ خدا ایک ہے، رسول ایک ہے۔ قرآن ایک ہے، قبلہ ایک ہے۔ اس لئے ہمارا مرکز بھی ایک ہونا چاہئے۔

(مہدی سوڈانی)

(۶)

ہم نے اپنے آرام، اپنے چین اور دنیا کی دیگر راحتیں اپنے آپ پر حرام کر دی ہیں۔ خوبصورت گھروں کو چھوڑ کر پہاڑوں کو اپنا مسکن بنایا ہے۔ اور ہماری یہ خانہ بدوشانہ زندگی اس وقت تک جاری و ساری رہے گی جب تک ہم ایک بار پھر امّت مسلمہ کو ایک لڑی میں پرو کر ایک مرکز پر لا کر ایک جان نہ کر دیں گے۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدّس تعلیم کا سب سے بڑا مشن یہی ہے کہ وہ ایک خدا، ایک رسول، ایک حکم، ایک قرآن اور ایک قبلہ کی تقدیس کا لوہا دو جہانوں سے منوانے کے لئے ایک ہو جائیں۔ اور اس انداز سے ایک آواز اور ایک مرکز پیدا کریں کہ زمین و آسمان گونج اٹھیں۔ ان کے دشمن ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھنے کی جراٴت نہ کر سکیں۔ مسلمان کسی کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کو گناہ کبیرہ یقین کرتا ہے۔ لیکن وہ اپنے حقوق پر بھی کسی کو ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہیں دیتا۔ آج کفر و شرک اور تثلیث و تلبیس نے اسلام کے خلاف متحدہ محاذ بنا لیا ہے۔ اس لئے مسلمانوں پر بھی فرض عائد ہو گیا ہے کہ وہ ہر شر اور ہر بدی کا قلع قمع کرنے کے لئے مجاہدین بن کر ایک علم کے نیچے ایک مرکز پر جمع ہو جائیں۔ ساری ملّت کا صرف ایک مرکز قائم کر کے دشمنوں کے دانت کھٹے کر دیں۔ (سیّد احمد بریلویؒ)

(۷)

میرے نزدیک مسلمان کا نشاۃ ثانیہ کے لئے جد و جہد کرنا ہزارہا عبادتوں کی ایک عبادت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مجاہدین فریضۂ جہاد کو دیگر فریضوں پر ترجیح دیتے ہوئے سرگرم عمل ہیں۔ ہماری یہ جہاد آفریں جد و جہد کسی ذاتی مقصد کے حصول کے لئے ہرگز نہیں۔ ہم مسلمانوں کی اجتماعی فلاح و بہبود کے لئے سینہ سپر اور کفن بدوش ہیں۔ اور ہم اس کشمکش میں اس وقت تک بدستور منہمک رہیں گے۔ جب تک

اس ربع ملکوں کے کونے کونے میں اللہ کے قانون کو رائج کر دیں۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں اس وقت تک چین نہیں آ سکتا۔ جب تک ایک بار پھر خلافتِ راشدہ کا سماں پیدا نہ ہو جائے، مسلمانوں کا ایک مرکز نہ قائم ہو جاتے، مسلمانوں کی تمام چھوٹی بڑی سرداریاں ایک مرکزی قیادت میں مدغم نہ ہو جائیں۔"

(حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ)

بقیہ :۔ مجلس ذکر

دولت میں سکون اور اطمینان نہیں ہے۔ شاہ سعود اور اردن کے شاہ حسین کے پاس دولت کی کمی ہے؟ لیکن سب بے چین ہیں عربوں پر ظلم توڑنے والوں کو بھی چین کی نیند میسر نہیں۔ سکون اور اطمینان صرف اللہ کے بندوں کو حاصل ہے۔ مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ۔ جو اللہ کا ہو جائے اللہ اُس کا ہو جاتا ہے۔

خوش قسمتی کا زمانہ حضورؐ کا زمانہ تھا، پھر صحابہ کا، پھر تابعین کا۔ علیٰ ہذ القیاس اب دن بدن بُرا ہی زمانہ آ رہا ہے حضورؐ کا ارشاد ہے۔ خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ۔

مکہ فتح ہوا۔ تو ایک قطرہ بھی خون نہیں بہا۔ مسلمانوں نے ایک ہزار سال تک ہندوستان پر حکومت کی لیکن جب کوتاہی حد سے بڑھ گئی اور ادبار کا دور آ گیا۔ تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ (آل عمران ۱۴۰)

ترجمہ۔ یہ فتح و شکست کے دن ہم پھراتے رہتے ہیں لوگوں کے درمیان

انسان اپنے مقصد تخلیق کو بھول گیا ہے۔ اور دنیا کی رنگ رلیوں میں کھو گیا ہے ؎

جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے

یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

مسافر کمر ہمت کھول کر پڑ نہیں رہا کرتے۔ دنیا مسافر خانہ ہے۔ یہاں بیٹھ نہیں رہنا ہے۔ ایک روز جانا ہے۔ اس لئے اپنے مولیٰ کو راضی کر کے جانا چاہئیے مسلمان کو اللہ تعالیٰ کا ہر حال میں فرمانبردار ہو کر رہنا چاہئیے۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ (التوبۃ ۱۱۱)

ترجمہ۔ بے شک اللہ نے خرید لیا ہے۔ مسلمانوں سے اُن کی جانوں اور اُن کے مالوں کو۔

یہودیوں نے کتاب آسمانی کا مطالبہ کیا اور جب کتاب نازل ہوئی تو انہوں نے بے اعتنائی برتی۔ وہی حال ہمارا ہے ہمارا مطالبہ بھی یہی تھا "پاکستان کا مطلب کیا؟ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" لیکن آج تک ہم قرآنی قوانین کے اجراء کو ترس رہے ہیں۔ طوطی کی نقار خانے میں کون سنتا ہے؟ اکیلا چنا کیا پہاڑ ڈھائیگا؟ ہماری بداعمالیوں کے نتیجے اس دنیا میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ کبھی تو بارش کے لئے استسقاء کی نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔ اور کبھی اتنی بارش ہوتی ہے۔ کہ الامان و الحفیظ کراچی میں حالیہ بارشوں سے کس قدر تباہی ہوئی ہے؟ کاروں اور مکانوں کی نچلی چھتوں میں پانی بھرا ہوا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہیں اُس کی عطا کردہ دولت اور نعمتوں کو لوگوں نے اللّوں تللّوں میں سینما بینی اور فحاشی میں ضائع کر دیا۔ آج وہ حکومت کے لنگر خانوں سے روٹی کھا رہے ہیں ؎

ظفر آدمی اُس کو نہ جانیئے گا
خواہ ہو کتنا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی
جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

عیش میں خدا کو بھلا دینے کے نتائج دیکھ لیجئے۔ ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران کسی کی گردن نہیں اکڑی ہر ایک خدا کا مطیع و فرمانبردار بن گیا تھا مگر ع

وہی ہے چال بے ڈھنگی جو پہلے تھی وہ اب بھی ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں فہم و بصیرت کے مطابق اعمال درست کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

غازی خدا بخش صاحب کا گزشتہ اتوار ۲۳ جولائی ۱۹۶۷ء کے روز انتقال ہو گیا ہے۔ بہت پرانے بزرگ تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جب پہلی مجلس ذکر کرائی تھی۔ تو وہ اُس میں شریک ہوئے تھے۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اُن کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

مدرسہ تہذیب النساء گوجرہ ضلع لائل پور

حضرات! یہ مدرسہ عرصہ دو سال سے جاری ہے۔ اور اپنی نوعیت کا علاقہ بھر میں واحد مرکزی دینی ادارہ ہے۔ اس وقت دو صد طالبات پانچ استانیوں کی زیر نگرانی تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ اس میں مروجہ سرکاری نصاب کے ساتھ دینی تعلیم و تربیت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل جماعتیں جاری ہیں
۱۔ ناظرہ قرآن شریف (۲) حفظ (۳)، ترجمہ و تفسیر قرآن شریف (۴) فنِ قرأت کی مشق (۵) دورہ حدیث (۶) دستکاری (تحریر و تقریر کا فن۔

اس مدرسہ میں اس وقت دو صد طالبات۔ پانچ قابل و دیندار معلمات کی زیر نگرانی زیر تعلیم ہیں۔ یہ تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ آج کی بچی کل کی ماں اور ماں کی گود بچے کا پہلا مدرسہ ہے۔ تو اس مدرسہ کی اہلیت از خود کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔

یہ مدرسہ اب تک ایک کرایہ کی عمارت میں جاری ہے۔ اب بفضلہ تعالیٰ اس کی اپنی عمارت کا کام شروع ہو چکا ہے۔ اس کے لئے کم از کم ایک لاکھ روپے کی لاگت کا اندازہ ہے۔ اس قدر کثیر رقم کی فراہمی گوجرہ جیسے قصبہ کے بس کا روگ نہیں لہذا پرزور استدعا ہے کہ اس الحاد و زندقہ کے دور میں شمع دین کو روشن رکھنے اور اپنے لئے صدقہ جاریہ بنانے کے خواہشمند علم دوست حضرات اس کار خیر کے لئے حتی المقدور مندرجہ ذیل پتہ پر ترسیل زر فرما کر عند اللہ ماجور و عندنا مشکور ہوں۔

دعا گو فضل کریم مہتمم مدرسہ تہذیب النساء کوٹھی مہدی شاہ مہدی محلہ گوجرہ

سانحہ ارتحال

۱۳ر جولائی ۱۹۶۷ء کو دریا خاں کے مشہور خطیب حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مولانا مرحوم نہایت نیک نفس پاکیزہ اخلاق، جرأت مند، جید اور محقق عالم دین تھے۔ سکول کی ملازمت کے ساتھ ساتھ تبلیغ و خطابت کے فرائض کو بھی پوری مستعدی سے لوجہ اللہ سرانجام دیتے رہے۔ انہیں جمعیتہ علماء اسلام سے قلبی لگاؤ اور اکابر جمعیتہ سے سچی عقیدت تھی۔ جمعیتہ کے پروگرام کی اپنے خطبات میں ہمیشہ تائید کیا کرتے تھے۔ قارئین خدام الدین دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے (محمد عبید اللہ ناظم جمعیتہ علماء اسلام ضلع میانوالی)

ملفوظات حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ

محمد یعقوب القاسمی، پشاور شہر

ارشاد باری تعالے ہے:۔

وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ ٥ وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ ٥

(سورہ مطففین۔ رکوع ۱ پ ۳۰)

ترجمہ: کم تولنے والوں کے لئے تباہی ہے۔ وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ماپ کر لیں تو پورا لیں اور جب اُن کو ماپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں۔

منڈی یا بازار سے چالیس سیر گندم لاؤ گھر میں ۳۹½ سیر ہو گی۔ یعنی آدھ سیر، تین پاؤ ضرور کم ہو گی۔ غرض ہر جگہ انسان بد دیانتی کر سکتا ہے اور دیانت داری سے بھی کام کر سکتا ہے۔ بعض ملازمت پیشہ اور تجارت پیشہ حلال چاہتے ہیں اور بعض حرام کھاتے ہیں۔ دونوں مل سکتے ہیں۔ دین و دنیا ہر جگہ لازم و ملزوم ہیں خواہ شادی ہو یا غمی۔

ایک شادی شریعت محمدیہؐ کے اتباع کی ہے اور ایک شادی شریعت محمدیہؐ کے خلاف ہے۔ اسی طرح ایک مرنا وہ ہے جو شریعت کے مطابق ہے اور ایک غمی وہ ہے جو خلاف سنت ہے۔ اسی طرح منگنی شریعت کے مطابق اور دوسری شریعت کے خلاف ہے۔

بعض صحابہ کرامؓ کو ختنہ کی تقریب پر دعوت دی گئی اور انہوں نے انکار کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ سنت نہ تھی۔ اس زمانہ میں امیر کے بیٹے کے ختنہ کی تقریب بھی اتنی پُر تکلف ہوتی ہے کہ غریب کے بیٹے کی شادی پر بھی اتنا خرچ نہیں ہوتا۔ اگر دنیا کو ترجیح دوگے تو اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی مخالفت ہو گی۔

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ٥ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ط وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا ٥

(سورہ بنی اسرائیل ع ۳ پ ۱۵)

ترجمہ: اور مال کو بے جا خرچ نہ کرو۔ بے شک بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکر گذار ہے۔

شادی کے موقع پر لڑکی والوں کے رشتہ دار آتے ہیں اور لڑکے والوں کے رشتہ دار بھی آتے ہیں۔ لیکن ختنہ کے موقع پر ایسی کیا ضرورت ہے۔

دین دنیا ہر جگہ اکٹھے ہیں۔ ایک رشتہ دیندار ہے لیکن لڑکے کی آمدنی کم ہے اور رشتہ پکا بے دین ہے مگر تنخواہ پانچسو روپیہ ماہوار ہے تو اس بے دین کو ترجیح دی جاتی ہے۔ ایسے بے دین کے گھر بیاہی جانے والی لڑکی قیامت کے دن اپنے ابّا، امّاں پر لعنت بھیجے گی اور کہے گی کہ میرے ماں باپ نے مجھے اس بے دین کے پلّے باندھ دیا۔

جن لوگوں نے دنیا کو ترجیح دی۔ خوب سینما دیکھے، خوب ڈانس کھیلے، خوب شرابیں پیں۔ وہ قیامت کے دن کہیں گے۔ اے اللہ! میرے ماں باپ نے تیرا دین نہ سکھایا، کالج کے ہوسٹل کا دروازہ دکھایا، لیکن مسجد کا دروازہ نہ دکھایا اور دین نہ سکھایا۔ ایسے ماں باپ اپنے بیٹے بیٹیوں کے بدخواہ ہیں۔ نہ نماز آتی ہے نہ التحیات آتی ہے، نہ دعا قنوت آتی ہے۔ لڑکی کو بی، اے تک تو پڑھایا لیکن قرآن ناظرہ بھی نہ پڑھایا لڑکی کی آخرت خراب ہو گئی اور ایسی لڑکیاں بھی جہنم میں جائیں گی اور کہیں گی "اے اللہ! ہمارے بڑوں (ابّا اور امّاں) کو دوزخ کا دوگنا عذاب دے کہ انہوں نے دنیا کا علم تو پڑھایا مگر دین نہ سکھایا۔

شادی، غمی، تجارت، ملازمت ہر جگہ دین و دنیا آتی ہیں۔ شیطان ان کو یہ پڑھاتا ہے کہ شادی پر آتش بازی اور باجہ نہ بجایا تو لوگ کہیں گے کہ جنازہ جا رہا ہے۔ قرآن شریف کا خاتمہ اسی لفظ پر ہے کہ بعض انسان عین شیطان ہیں۔

جس لڑکے کے سر پر سہرا ہو میں اس کا نکاح نہیں پڑھا کرتا۔ تم شریعت کی مخالفت کرو۔ تو ہم تمہارے ساتھ نہیں۔ ایسی خلاف سنت براتوں سے میں اُٹھ کر چلا آتا ہوں۔ اللہ تعالے یہ جذبہ اور قوت ایمانی عطا فرمائے۔ اللہ کی باتیں سننے سے یہ جرأت پیدا ہو جاتی ہے کہ برادری ساری ایک طرف ہو جائے دنیا ساری ایک طرف ہو جائے۔ لیکن وہ خلافِ شرع رسوم کی مخالفت کرتے ہیں۔ جرأت ایمانی قرآن مجید مسلسل سننے سے آتی ہے۔

میں کہا کرتا ہوں کہ جس لڑکی نے آپ کے گھر کا پانی پینا ہے وہ باپ کے گھر کا کبھی نہیں پی سکتی۔ اے مسلمان! تیرا تو تقدیر پر ایمان ہے۔

قرآن کا فیصلہ

اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ ج وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ ٥

(سورۃ النور ع ۳۔ پ ۱۸)

ترجمہ: ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لئے ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لئے ہیں اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے ہیں۔

تم اگر طیب بنوگے تو اللہ تعالیٰ طیب عورتیں دے گا اور اگر تم خبیث بنوگے تو اللہ تعالیٰ خبیث عورتیں دے گا۔ دروازہ الٰہی پر آنے سے انقلاب پیدا ہو جاتا ہے جو آتا ہے خالی نہیں جاتا۔

نمک میں تاثیر ہے، کونین میں تاثیر ہے۔ کیا قرآن میں تاثیر نہیں ہے؟ ہے ضرور ہے۔ مسلسل قرآن سننے سے طبیعت میں انقلاب پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالے استقامت عطا فرمائے اور لحد قبر تک ایمان سلامت رہے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

بقیہ: نزولِ مصائب کی وجوہات

۶۵۶ھ میں یہ تاتاری فاتحانہ حیثیت سے دارالخلافہ بغداد میں داخل ہوئے اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ مؤرخ ابن کثیر اپنی کتاب "البدایہ والنہایہ" میں بغداد کی تباہی اور تاتاریوں کی غارتگری و خوں آشامی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"بغداد میں چالیس دن تک قتل و غارت کا بازار گرم رہا۔ چالیس دن کے بعد یہ گلزار شہر جو دنیا کا پُررونق ترین شہر تھا، ایسا ویران و تاراج ہو گیا کہ تھوڑے سے آدمی دکھائی دیتے تھے —

بازاروں اور راستوں پر لاشوں کے ڈھیر اس طرح لگے تھے کہ ٹیلے نظر آتے تھے۔ ان لاشوں پر بارش ہوئی تو صورتیں بگڑ گئیں اور سارے شہر میں تعفن پھیلا، جس سے شہر کی ہوا خراب ہوئی۔ اور سخت وبا پھیلی، جس کا اثر ملکِ شام تک پہنچا۔ اس ہوا اور وبا سے بکثرت مخلوق مری۔ گرانی، وبا اور فنا تینوں کا دور دورہ تھا۔"

الغرض فتوحاتِ نبویہ اور فتوحاتِ صحابہؓ کا اصل سبب ان کا اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکموں پر چلنا تھا، اللہ اور اس کے رسولؐ کی کامل اطاعت تھی۔ انہوں نے اپنی اس اطاعت و فرمانبرداری کی بدولت اپنی کمزوری اور قلت کے باوجود دشمنوں کو وہ مار ماری کہ رہتی دنیا تک ان کی نسلوں کو یاد رہے گی۔ اور یہی راز سلطان صلاح الدین ایوبیؒ، محمد بن قاسمؒ، طارقؒ، موسیٰ بن نصیرؒ، محمود غزنویؒ، محمد غوریؒ اور سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیرؒ کی فتوحات میں کارفرما دکھائی دیتا ہے۔

بقیہ: پتنگ بازی

ایسے کارناموں کو باعث فخر سمجھتے ہیں۔ مکانوں پر چڑھ کر آہا، آہا، آہا کی آوازیں بلند کرتے ہیں۔ شرائط جیتنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے ہی مشروط مشاغل سے جوئے کی ابتدا ہوتی ہے۔ سبقت حاصل کرنے کے لئے قیمتی سے قیمتی ڈور خریدتے ہیں۔ پیچ لگاتے ہیں۔ ڈوریں کاٹتے ہیں۔ کیا یہ لوگ اس وقت خون پسینہ ایک کی ہوئی کمائی کو برباد نہیں کرتے کیا یہ کمائی قومی مفاد پر خرچ ہوتی ہے۔ بچوں کو تو سمجھایا۔ دھمکایا جا سکتا ہے۔ مگر بڑوں کے لئے قانون کی ضرورت ہے۔ ہر سال لاکھوں روپے اس پر صرف ہوتے ہیں۔ افسوس کی بات ہے۔ کہ اتنا روپیہ اس طرح ضائع کیا جاتا ہے۔

اگر یہی روپیہ مجاہد فنڈ میں جمع کرا دیا جائے یا مسجد و مدرسہ پر لگایا جائے تو کتنے اچھے نتائج برآمد ہو سکتے ہیں اگر کوئی پڑوسی چار دن کا بھوکا ہو تو ہم کبھی خیال نہیں کرتے۔ کہ یہ بھوکا ہے۔ مگر پتنگ کے لئے روزانہ دو تین روپے خرچ کرنا خوشحالی کی دلیل سمجھتے ہیں۔ خدا ایسے فضول خرچ لوگوں کے اندر ہمدردی کا جذبہ پیدا کرے۔ تاکہ اس اسراف سے بچ کر غریب بھائیوں کا احساس کر سکیں۔ نیک لوگ تو حج کا پیسہ غریبوں کی امداد پر خرچ کرتے ہیں۔ لیکن پتنگ باز غریبوں کا پیسہ چرا کر تفریح اڑاتے ہیں۔

اساتذہ اور والدین کا فرض ہے۔ کہ بچے کی ذہنی تشکیل کے لئے ساتھ ساتھ آوارہ مشغلوں سے روکیں۔ اور اچھی اچھی کھیلوں کی رغبت دلائیں۔ جیسے کبڈی۔ رسہ کشی۔ نیزہ بازی۔ فٹ بال۔ والی بال۔ پیراکی۔ دوڑ۔ کشتی۔ سیر وغیرہ اس سے بچوں کی جسمانی صحت بھی برقرار رہے گی۔ اور کوئی نقصان بھی نہیں ہوگا ہمارے نزدیک اگر ابتدائی قاعدے اور کتابیں تصویروں سے مزین کر کے نصاب میں داخل کر دی جائیں۔ تو سود مند ثابت ہو سکتی ہیں۔ اس سے بچوں کا میلان تعلیم کی طرف ہوگا۔

اگر ہماری مہربان حکومت پتنگ سازی کو جرم اور پتنگ بازی کو ممنوع قرار دے تو اس سے ہماری قوم کو بہت فائدہ پہنچے گا۔

بقیہ:- ہمسایہ کا حق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نبی یا مرسل نے زیادہ احسن سبق نہیں دیا۔ جو زندگی کے ہر تاریک گوشے کو روشن نہ کرتا چلا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان پاک ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔

ضروری اعلان

جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب مدظلہ العالی خطیب جامع مسجد نور منٹگمری و خلیفۂ مجاز قطب العالم حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۵ راگست کو بسلسلۂ تبلیغ ایک خاص مخلص دوست کی دعوت پر انگلستان تشریف لے جا رہے ہیں اس لئے حضرت مدظلہ کے منتسبین اور احباب حضرت کی واپسی تک منٹگمری تشریف نہ لے جائیں۔ اور نہ ہی منٹگمری کے پتے پر حضرت مدظلہ سے خط و کتابت فرمائیں — حضرت مدظلہ کی واپسی کا اعلان خدام الدین میں شائع کر دیا جائے گا۔　　(ادارہ)
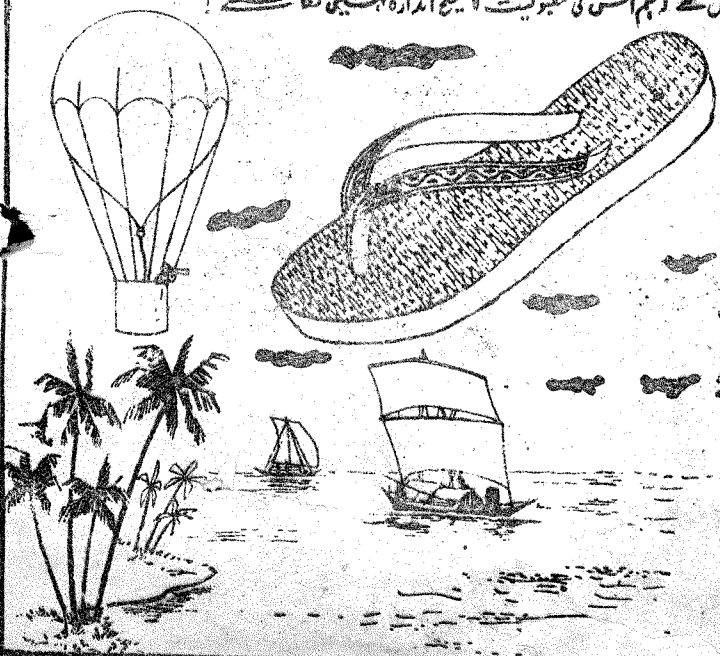
غلام حسین طارق بورسٹل سکول بھاولپور

پتنگ بازی

پتنگ بازی ایک فضول اور نقصان پہنچانے والا مشغلہ ہے۔ بچّے والدین کو تنگ کر کے پتنگ اور ڈور خریدتے ہیں۔ جب وہ کٹ جاتی ہے۔ تو بچّے کے دل میں انتقامی جذبہ اٹھتا ہے۔ کہ جس نے اس کی ڈور کاٹی ہے۔ وہ اس کی ڈور ضرور کاٹے گا۔ دوبارہ پیسوں کے لئے اصرار کرتا ہے۔ والدین ضدّی بچے کو دوبارہ پیسے دیتے ہیں۔ اور بچہ وہی عمل دہراتا ہے۔ اور اس طرح فضول خرچی کرتا رہتا ہے۔ حالانکہ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ ”اور فضول خرچی نہ کیا کرو بے شک اللہ فضول خرچی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا“۔ پارہ ۸

امیر لوگ اس اسراف کو برداشت کرلیں تو کرلیں۔ مگر غریب لوگ اس کو کیسے برداشت کر سکتے ہیں۔ لیکن بچّے کے دل میں پتنگ اُڑانے کا شوق کم نہیں ہوتا۔ بچّہ شوق پورا کرنے کے لئے غلط طریقہ اختیار کرتا ہے گڈی اور ڈور خریدنے کے لئے چوری پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ پہلے گھر کی چیزیں چرانے لگتا ہے۔ پھر پڑوسیوں کی چیزوں سے ہوس پوری کرتا ہے۔ آخر نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ عادی چور بن جاتا ہے۔ شوق پورا کرنے کے لئے جیب تراش بن جاتا ہے مگر پتنگ بازی سے باز نہیں آتا۔ اسی طرح بچّے جرائم کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ اور بڑے ہو کر جیل کی بھیانک کوٹھڑیوں کی سیر کرتے ہیں۔ یہی پتنگ بازی ان کو عادی مجرم بنا دیتی ہے۔ بھاگ کر مکتب سے جو بچپن گزاریں کھیل میں وہ بڑے ہو کر پہنچ جاتے ہیں اکثر جیل میں پتنگ بازی سے بچوں کے اندر نافرمانی کا جذبہ بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ والدین اسے روکتے ہیں اور وہ اپنی ضد پر ڈٹا رہتا ہے۔

پتنگ بازی سے بچے آوارہ بھی ہو جاتے ہیں۔ بچہ جب پتنگ اُڑاتا ہے۔ تو اسے وقت کی کوئی قدر نہیں رہتی۔ صبح سے لے کر شام تک وہ اس مشغلے میں مصروف رہتا ہے۔ اسے نہ تعلیم کی پرواہ رہتی ہے۔ اور نہ ہی وہ والدین کا ہاتھ بٹاتا ہے۔ ارد گرد کے پتنگ بازوں سے مل کر آوارہ ہو جاتا ہے۔ کبھی ایسے ہی آوارہ بچّے آپس میں اُلجھ پڑتے ہیں لڑائی تک کی نوبت آجاتی ہے۔ اس طرح انتقامی جذبہ سے مشتعل ہو کر آئندہ موقع کی تلاش میں رہتے ہیں کہ اگر ہمارا بس چلے تو اس کو نقصان پہنچائیں ایسے ہی معمولی تنازعوں کی بنا پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے کے دشمن بن جاتے ہیں۔

پتنگ بازی سے بچوں کو جسمانی تکلیفیں بھی اُٹھانی پڑتی ہیں۔ بعض بچے تو اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ بچے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ کر پتنگ اُڑاتے ہیں۔ ان کی نگاہ پتنگ کی بلندی پر لگی رہتی ہے۔ اور اسی طرف دیکھتے رہتے ہیں۔ ایک لمحہ کے لئے بھی اپنی نظر پتنگ سے الگ نہیں ہونے دیتے۔ پتنگ کے ساتھ ساتھ بچّے چلتے رہتے ہیں۔ نگاہ اوپر ہوتی ہے۔ اس لئے اچانک زمین پر آ رہے ہیں کسی کی ٹانگ ٹوٹ جاتی ہے۔ تو کسی کا بازو ٹوٹ جاتا ہے۔ کسی کو چوٹ لگ جاتی ہے۔ کئی تو گرتے ہی مر جاتے ہیں۔ [illegible] اپنے والدین کو تڑپتا اور روتا چھوڑ جاتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا۔ آئے دن اخبارات میں شائع ہوتا رہتا ہے کہ آج فلاں شہر میں پتنگ اڑاتے اڑاتے ایک لڑکا مکان سے گر کر ہلاک ہوگیا تو آج فلاں شہر میں اس طرح کے کئی حادثے پیش آتے رہتے ہیں تو بھلا اس پتنگ بازی سے کیا فائدہ جو انسان کو ہمیشہ کی نیند سلا دے کیا والدین کو ترس نہیں آتا

پتنگ باز ہمسایوں کے حقوق کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اگر پڑوس میں کوئی پردے والا گھر ہو تو اس کے افراد ہمیشہ ان کے سلوک سے نالاں رہتے ہیں۔ لڑکے مکانوں پر چڑھ کر پتنگ اڑاتے ہیں۔ جس کی بدولت عورتوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس طرح خواہ مخواہ پڑوسیوں کو تنگ کیا جاتا ہے۔ وہ بار بار روکتے ہیں۔ مگر بچّے کہنا نہیں مانتے پھر بچوں سے محبت اور شفقت کی بجائے نفرت ہونے لگتی ہے۔ بعض اوقات تو ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ جب پڑوسی بچوں کو روکتے ہیں اور وہ باز نہیں آتے تو مجبور ہو کر بچوں کو بُرا بھلا کہتے ہیں پھر ان کے والدین پڑوسیوں سے اُلجھ پڑتے ہیں۔ کبھی کبھی تو یہ معاملہ اتنا طول پکڑ جاتا ہے۔ کہ تھانے اور عدالتوں تک جانا پڑتا ہے۔ اور لڑائی کے بعد قتل تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

پتنگ بازی سے ٹریفک کے حادثے بھی پیش آتے ہیں۔ اکثر لڑکے سڑکوں پر پتنگ اُڑاتے موٹر۔ ٹرک یا لاری کی زد میں آجاتے ہیں۔ اگر ڈرائیور بچے کو بچانے کوشش کرے تو کسی اور چیز سے تصادم ہو جاتا ہے۔ جس سے بہت نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ پتنگ بازی سے بچوں کی صحت بھی خراب ہو جاتی ہے پتنگ اڑاتے وقت بچّے دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر اپنے مشغلے میں مصروف رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ڈور سے ان کی انگلیاں تک بھی کٹ جاتی ہیں گرمی کی شدت سے آنکھیں خراب ہو جاتی ہیں گرمی کی وجہ سے اور کئی قسم کی بیماریاں بھی جنم لیتی ہیں۔ اگر بچّے کو کہا جائے۔ کہ پانچ منٹ گرمی میں کھڑے ہو جاؤ تو یہ سزا اس کے لئے ناقابل برداشت ہوگی۔ مگر پتنگ اڑاتے وقت شدید گرمی کا احساس بھی نہیں کرتے۔ گرمی سے بچے کے دل و دماغ پر بھی بُرا اثر پڑتا ہے۔ پہلے تو بسنت کے موقع پر پتنگ بازی زیادہ ہوتی تھی۔ اب یہ مرض سارا سال رہتا ہے۔ اور اس میں بچوں کے علاوہ جوان مرد بوڑھے بھی حصہ لیتے ہیں۔ اور شرطیں باندھ کر پتنگ اُڑاتے ہیں۔ حالانکہ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ فضول تماش بینی اور لہو و لعب میں نہ پڑو مگر یہ پتنگ باز کچھ خیال نہیں کرتے بلکہ

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

منظور شدہ محکمۂ تعلیم: (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۲۲۱ مورخہ ۳ر مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۸۱ مورخہ ۲ر ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹-۲-۶۶۷/۳۹ مورخہ ۲۴ر اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G/M۲-۴۶-۱۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ر مارچ ۱۹۶۷ء